رجسٹرڈ ایل نمبر

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب بعد اس کے جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارى طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انا الموعود

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ
عوام سے
خواص و معاونین سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب والوں سے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع لوگوں سے

نمبر ۱۴ — دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء — جلد ۸

دارالامان کا ہفتہ

اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ دعا کی طرف بہت ہو رہی ہے۔ قادیان میں طاعون کی وارداتیں اور موتیں ہو رہی ہیں جنہوں نے حضور اقدس کی توجہ کو اور بھی زور سے دعا کی طرف مبذول کر دیا ہے آپ کے اوقات گرامی اسی کام کے لیے مختص ہیں۔

ان دعاؤں کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت کو یہ وحی ہوئی ہے۔

(۱) صحت اور تندرستی

(۲) اُجرت مِنَ النّار (یعنی آگ سے بچایا)

(۳) ای بسا خانہ دشمن کہ تو ویراں کردی (یہ ابیات)

(۴) جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے (۱۲ اپریل) بارہ بجے کے قریب جب آپ دعا کر رہے تھے ہوئے طاعون کی کارروائی کے متعلق ہیں

(۵) ایک رویا کے بعد الہام ہوا مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (اس الہام کو سناتے وقت حضور نے فرمایا کہ دیکھیں کہ مسجد پر بھی یہی الہام لکھا ہوا ہے جو دو برس کے قریب ہوئے)

(۶) ۱۹ اپریل کو فرمایا میں اپنی جماعت کے لیے اور پھر قادیان کے لیے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا

زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں فَسَحِّقْہُمْ تَسْحِیْقًا یعنی پیس ڈال ان کو خوب پیس ڈالنا۔

فرمایا میرے دل میں آیا کہ اس پیس ڈالنے کو میرے...

کیوں منسوب کیا گیا ہے اتنے میں میری نظر اس دعا پر پڑی جو ایک سال ہوا بیت الدعا پر لکھی ہوئی ہے اور وہ دعا یہ ہے

یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَائَکَ وَاَعْدَائِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَہِّرْ لَنَا حُسَامَکَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ شَرِیْرًا۔

اس دعا کو دیکھنے اور اس الہام کے پڑھنے پر معلوم ہوا کہ یہ میری دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

پھر فرمایا کہ ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ اس کے ماموروں کی راہ میں جو لوگ روک ہوتے ہیں ان کو ہٹا دیا کرتا ہے یہ خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کے دن ہیں ان کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین بڑھتا ہے کہ وہ کس طرح ان امور کو ظاہر کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اس کے بعد رویا ہوئی کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت قرآن پڑھنے لگی ہے میں نے اس سے کہا کہ صفحہ کا پہلا لفظ لکھ کر بتاؤ میں اس سے تفاؤل لینا چاہتا ہوں اس نے قرآن شریف کھولا تو صفحہ کے سر پر لکھا ہوا تھا

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ فرمایا یہ بشارت ہے

(۷) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَا یَعْلَمُہَا الْخَلْقُ

(۸) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ

(۹) رویا

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک سڑک پر اپنے گھر کی طرف آتا ہوں اور دیکھا کہ بجائے دروازہ کے بڑی بڑی دیواریں قلعہ کی مانند ہیں میں حیران اور غمگین ہوا کہ اب کس راہ سے گھر کے اندر داخل ہوں پھر میں سڑک کی طرف لوٹا تو ایک شخص جس کا نام فضل ہے سڑک پر کھڑا نظر آیا میں نے کہا کہ کیا تو ہمارے گھر کا دروازہ بتلا سکتا ہے اس نے کہا ہاں اور میرے ساتھ ہو لیا اور آگے ایک دیوار کے کونہ کو نرم ہاتھ سے معمولی سا دبایا دباتے ہی ایک بڑا وسیع دروازہ کھل گیا جس میں آسانی ایک ہاتھی بھی اندر جا سکتا تھا میں گھر کے اندر داخل ہو گیا اور ایک شخص نے آواز دی کہ فضل الرحمٰن نے دروازہ کھول دیا بعد اس کے آنکھ کھل گئی۔

ضروری اطلاع خریداران الحکم کیلیے

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہو سکے گی اور مطبع اس کا ہرگز جواب دہ نہیں ہے کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے۔ چٹ کا نمبر دینے میں

رعایات کا لحاظ رکھا جاوے کہ رجسٹرڈ ایل نمبر نہ لکھا جاوے یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو اخبار کی رجسٹری کے لیے ملا ہوا ہے اس کو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہے۔ ضرور ضرور خیال رہے۔ ایڈیٹر

ایسی ہی ضروری اطلاع

الحکم کے ناظرین جن کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے اگر اطلاع نہیں دیں گے کہ وہ کب واجب الادا رقم بھیجیں گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی لینے کے لیے طیار رہیں۔

تازہ وحی

اخبار چونکہ دیر میں شائع ہوا اس لیے قبل دو ... اپریل کا الہام بھی اس پرچہ میں شامل کیا گیا ہے

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنِّیْ غَفَرْتُ لَکُمْ

...وہ خدا کی برگزیدہ کی سچائی کی دلیل ہے۔

اُن دوستوں کے لیے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں نصیحت کی باتیں

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشایند راہے را
مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

اے میرے دوستو جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں اُن باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑینگی اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دیگا وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اُٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضا ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑہ کو کاٹ ڈالتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اسکو کاٹ کر باہر پھینکو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دلکو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اسکے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اُس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک

قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک روحانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اُس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لیے تیار کیے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جُوا اپنی گردنوں پر اُٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لیے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لیے اُسکی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے چاہیے کہ پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اُسکے پانے کے لیے مصیبتوں کے لیے تیار ہو جاؤ وہ بڑی مراد ہے اُسکے حاصل کرنیکے لیے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو!! خدا تعالےٰ کے حکموں کو بیقدری سے نہ دیکھو موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے ایک بچہ کیطرح بنکر اُسکے حکموں کے نیچے چلو نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضا کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کرلو تا تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں کیا انسان اُسکو بھی دھوکا دے سکتا ہے کیا اُسکے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اُس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کو اُسکی پروا نہیں ہوتی۔

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالص فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون وچرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمیں تقوے کی اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں انکی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔

قرآن شریف انجیل کیطرح تمہیں صرف یہی نہیں کہتا کہ نامحرم عورتوں یا ایسوں کو جو عورتوں کی طرح محل شہوت ہو سکتے ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اسکی کامل تعلیم کا یہ منشا ہے کہ تو بغیر ضرورت نامحرم کیطرف نظر مت اُٹھا نہ شہوت سے اور نہ بغیر شہوت بلکہ چاہیے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تا تیری دلی پاکیزگی میں کچھ فرق نہ آوے سو تم اپنے مولیٰ کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اُس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایکدم میں ہلاک کر سکتا ہے قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے کہ تو اپنے کانوں کو بھی محرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی

طرف قدم اُٹھاتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ نا انصافی پر ضد
کرکے سچائی کا خون نہ کرو حق کو قبول کرلو اگرچہ ایک بچہ
سے اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی
خشک منطق کو چھوڑ دو سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی
دو جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے فاجتنبوا الرجس
من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی بتوں کی
پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم
نہیں جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی
تمہارے راہ میں بت ہے سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے
باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو چاہیے کہ کوئی عداوت
بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ
دو اور ایک ہو جاؤ۔ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں
ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزاسمہٗ دوسرے
ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان
حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسا کہ
استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں اور وہ آیت کریمہ
یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی پہلے طور پر اس آیت کے
یہ معنی ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا
طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو پس جیسا کہ درحقیقت بجز اس کے
کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں کوئی بھی محبت کے لائق
نہیں کوئی بھی توکل کے لائق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور
قیومیت و ربوبیت خاصہ کے ہر یک حق اسی کا ہے اسی طرح تم
بھی اس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اس کی محبت میں اور اس کی
ربوبیت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اس قدر کیا تو یہ عدل ہے
جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے
کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی
پرستشوں میں ایسے متادب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے
کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اس کے حسن
لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری
پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل
تکلف اور تصنع دور ہو جائے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق
سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری
محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری
ماں سے محبت رکھتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق
ہے اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے
عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور
انصاف پر قائم رہو۔

اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ
ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے
اور اس کی آزار کے عوض میں تو اس کو راحت پہنچاوے اور
مروت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے

پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے
کہ تو جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجا لاوے اس سے کوئی
اور کسی قسم کا احسان مقصود نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش
نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسے شدت قرابت
کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا
ہے سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں
کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت
و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے
کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم
کے شکر گذاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط
فطرتی جوش سے صادر ہو۔

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری کامل بیعت
میں داخل ہیں بالخصوص اس شخص سے کہ جس کو خدا تعالیٰ
اُنکو روز بروز خاص طور سے محبت رکھو جب تک کسیکو

ایڈیٹر کے اپنے مضامین

مسلمانوں کی فلاح اور مشاہیر عصر

عصر جدید اور ہم

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں حافظ نذیر احمد خان صاحب کی رائے پر ہم ریمارک کر چکے ہیں اب مولانا شبلی نعمانی کی رائے پر عرض کرتے ہیں۔

مولانا شبلی اس سوال کے جواب میں کہ "مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور انکو اپنی تمدنی حالت کیطرف متوجہ کرنے کے لیے کیا تجویز کرنی چاہیے" یوں رقمطراز ہیں "مسلمانوں کو کفایت شعار بنانے کی صرف دو صورتیں ہیں اولاً عورتوں کی تعلیم کیونکہ مصارف رسمی میں بڑا حصہ ان کا ہی ہے دیگر چند افراد کا نمونہ یعنا ایک عملی آدمی ہزار اسپیکروں سے زیادہ مفید ہے"

اس رائے پر ہمارے قابل ہمعصر عصر جدید یوں اظہار رائے زنی کرتے ہیں۔

"مولانا کی رائے نہایت صائب اور قابل وقعت ہے اگرچہ عورتوں کی تعلیم سخت ضروری ہے صرف وہی کافی نہیں کیونکہ مرد بھی بیکار اور فضول خرچی میں عورتوں سے بہت زیادہ ہیں رسوم کا خرچ اگرچہ زیادہ عورتوں کی وجہ سے ہے مگر اسکے علاوہ جو خرچ ہوں وہ مردوں کے ذمہ ہیں ؎

گرم کو دفتے ز تیغ طپیدن گناہ من
دانستہ دشنہ تیز نکردن گناہ کیست

بہر حال مولانا شبلی کی رائے کو تعلیم نسوان کے مشکل کام میں شاید اس صیغے کے جانباز کمر ہمتی دروکر کہ "عملی آدمی" پیدا کرنا ہی مقصد اصلاح نے رکھا ہے اور اسی واسطے سب مقاصد کی تقسیم جمہور پر اول سے لازم کردی گئی ہے مولانا نے تو صرف اتنا فرمایا ہے کہ ایک عملی آدمی ہزار اسپیکروں سے زیادہ مفید ہے اور ہم اسپر مستزاد اضافہ کرتے ہیں کہ "ہزار مصلحوں سے اور مصنفوں سے اور واعظوں سے زیادہ لائق عزت ہے"

ہمارا ریمارک - ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی + کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است + مولانا شبلی کی رائے اور عصر جدید کے ریمارک میں قرآن شریف کا نام تک بھی نہ آنا ہمارے ناظرین کو ضرور تعجب میں ڈالیگا - کہ یہ مصلحان قوم اور بانیان ملت ایکطرف قوم کی اصلاح اور فلاح کی فکر کر رہے ہیں اتنے بڑے اہم اور ضروری سوال پر غور ہوتا ہے اور قرآن شریف کا اسمیں نام تک بھی نہیں شبلی صاحب کی رائے ایسی گول مول رائے ہے جسکی ہم انکی تصانیف کو پڑھ کر کبھی بھی توقع کر سکتے تھے

مسلمانوں کو کفایت شعار بنانیکے لیے اولاً عورتوں کی تعلیم کی ضرورت ہے کیونکہ مصارف میں بڑا حصہ انکا ہی ہے۔ اس فقرہ کو پڑھ کر کوئی سمجھدار آدمی کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ اسمیں نہیں بتایا گیا کہ عورتوں کو کس قسم کی تعلیم کی ضرورت ہے اور پھر یہ بحث طلب باقی رہ جاتا ہے کہ کیا مجرد تعلیم کسی عملی نتیجہ کا باعث ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں + عورتوں کی تعلیم کا سوال ایک دقیق اور غور طلب سوال ہے جو صرف شبلی صاحب کے مندرجہ بالا فقرہ ہی سے حل نہیں ہو سکتا - یہ خیال کر لینا کہ موجودہ زمانہ کے موافق عورتوں کو تعلیم دلا دینے سے وہ کفایت شعار ہو جائیں گی یہ ایک خیال ہی خیال ہے - کیوں نہ کہا جائے کہ موجودہ طرز تعلیم سے عورتیں فیشن کی دلدادہ ہو کر زیادہ مسرف اور فراخ ہو جائینگی - کیونکہ یہ امر زیادہ قرین قیاس ہے اور تجربہ کسی حد تک اسکو ثابت کر رہا ہے -

قرآن شریف نے مسلمانوں کے افلاس کی وجہ ایک مقام پر اسطرح بتائی ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى
یعنی جس نے قرآن شریف ذکر اللہ سے منہ موڑا اسکے واسطے گذران تنگ ہوگی اور قیامت کو ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

اور ایک جگہ فرمایا مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ متقی کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ جہاں کا اسکو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا

ان دونوں آیتوں پر غور کرنے سے وجہ افلاس اور باعث تمول کا پتا لگ جاتا ہے اور یہ مجرد تعلیم سے حاصل نہیں ہو سکتا - کیونکہ عام علوم جو آجکل مروج ہیں اور جو بدقسمتی سے ہماری قوم (مسلمانوں) کا اصل منشاء اور مقصد قرار دے جاتے ہیں انکے حصول کے لیے تقوے کی شرط لازمی نہیں ہے اور بر خلاف اسکے قرآنی علوم کی تحصیل مشروط بتقوے ہے - پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کفایت شعار و سنجیدہ قوم بنانے کے واسطے متقی بنانے کی ضرورت ہے انکو یا انکی عورتوں کو بی اے یا ایم اے بنانے کی چنداں ضرورت نہیں (اس سے ہماری یہ مراد نہیں کہ ایم اے یا بی اے نہ بنیں بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ متقی بنیں اور اسکے بعد جو علوم چاہیں پڑھیں -

اور تقوے کے حصول کے واسطے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا ارشاد قرآن مجید میں موجود ہے - جب تک اسپر عمل نہ ہو تعلیم النسوان ہو یا تعلیم اطفال کوئی کارگر اور مفید نتیجہ پیدا نہ کریگی - موجودہ تعلیم نے جو اثر دکھایا قوم پر کیا ہے اس سے ہی نتیجہ نکال لو

تو بہ خویشتن چہ کردی کہ کنی بما نظیری
حقا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

پھر دوسرے حصہ رائے میں شبلی صاحب **عملی آدمی** کی ضرورت بتاتے ہیں اور ہمارا ہمعصر عصر جدید عملی آدمی کو ہزاروں مصلحوں اور مصنفوں اور واعظوں سے بڑھ کر واجب العزت قرار دیتا ہے جس سے غالباً انکی یہ مراد ہوگی بے عمل مصلحوں اور بے عمل مصنفوں اور واعظوں سے ہوگی +

یہ بالکل حق ہے کہ ایک عملی آدمی ہزاروں خیالی مصلحوں سے بڑھ کر ہوتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ یہ بات پیدا ہی سچے مصلح میں ہوتی ہے کہ وہ کامل نمونہ ہوتا ہے - عملی آدمی پیدا کرنا عصر جدید یا کسی اور کا کام نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی نمونہ ہو سکتا ہے + چنانچہ خود قرآن شریف نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاص زمانہ تک اس عالم میں موجود تھے اور آپ کی رسالت کا دامن قیامت تک وسیع تھا اور آپ کے زندہ نمونہ کی ہمیشہ ضرورت تھی اسلیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے احیاء اسوہ کے لیے یہ انتظام فرمایا کہ ہر صدی پر ایک مجدد بھیجتا ہے + پس یہ ضروری ہوا کہ آپ کے **اُسوۂ حسنہ** کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جاوے اور اس صدی کے لیے جیساکہ خدا تعالیٰ کی کتاب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سے ثابت ہوتا ہے ایک عظیم الشان مجدد آپ کے نام پر آنے والا تھا جو آگیا اسلیے اس وقت

مسلمانوں کی فلاح اور اصلاح کا اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ اسکے نقش قدم پر چلیں بدوں اسکے محال ہے کہ مسلمان کوئی کفایت شعار یا سنجیدہ قوم بن سکیں یا انکی تمدنی حالت کی اصلاح ہو - ہم جیسے خواہ کوئی ہو اپنے زور قلم یا طلاقت لسانی سے اس کام کو کر نہیں سکتا - بلکہ اس تزکیہ کی قوت آسمان سے آتی ہے اور وہ شخص جو خدا کیطرف سے مامور ہو کر آتا ہے اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ قوموں کی اصلاح کر سکے مسلمان مسلمان کہلا کر قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا اُسوہ قرار دیکر جب تک اس حبل متین پر ہاتھ نہ مارینگے کبھی انکی حالت رو بہ اصلاح نہ ہوگی - آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ مولانا شبلی صاحب ہمعصر عصر جدید اپنی رائے پر نظر ثانی کرینگے -

(باقی پھر سہی)

حضرت مسیح کی چند پیشگوئیاں

جسقدر کثیر التعداد حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط اور جھوٹی ثابت ہوئی ہیں انکے شمار کیلیے تو بہت تفصیل [illegible] ہیں گنجائش نہیں مگر بطور نمونہ کے ہم چند پیشگوئیاں ذیل میں درج کرتے ہیں

۱- خداوند خدا اسکے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا - لوقا باب ۱ ورس ۳۲، ۳۳
مسیح داؤد کے تخت پر نہیں بیٹھا اور نہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کی بلکہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کو [illegible] عیسائیوں نے اس پیشگوئی کو جب دیکھا [illegible] روحانی بادشاہت [illegible] بھی کام نہ چلا کیونکہ [illegible] پھر بھی یہ روحانی بادشاہت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے [illegible] یہ ہو سکتا ہے کہ الوہیت کی جہت سے وہ تمام دنیا پر بادشاہ ہو مگر یہ بھی پیشگوئی راست نہیں ہو سکتی کیونکہ [illegible] ہے اور ہم مسلمان بھی الفاظ اس پیشگوئی [illegible] نہیں رہ سکتے کہ پیشگوئی صحیح جو معنے [illegible] بفرض محال عیسائیوں پر رحم کر کے [illegible] پھر بھی مان لیجائے تو پھر بھی ایک حصہ بالکل [illegible]

۲- میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک زمین و آسمان ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا متی ۵ باب ۱۸ آیت - لیکن خود مسیحی لوگوں کی [illegible] اور خاص کر پولوس جیل کی مہربانی سے پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی پولوس کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ خود حضرت مسیح نے اپنے اس قول کو جھوٹا ثابت کیا کیونکہ اس نے شریعت کے [illegible] (دیکھو افسیون ۲ باب) اس پیشگوئی کے [illegible] شراب اور سور اور شریعت کی [illegible] اب بھی ہم عیسائیوں کے [illegible] پیشگوئی کی بے عزتی اور ذلت پولوس کا [illegible] روز حشر میں خدا تعالیٰ کے تخت کے سامنے خود حضرت مسیح [illegible] شریعت اور [illegible] داد خواہ ہونگے

۳- مبارک وے جو حلیم ہیں کیونکہ وے زمین کے وارث ہونگے متی ۵ باب ۵ آیت - یہ پیشگوئی آجتک پوری نہیں ہوئی [illegible] زبردست سلطنتیں [illegible] حلیم [illegible] بلکہ غریب اور کمزوروں سے ملک چھین جاتے ہیں اور حلیم سلطنتوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے - انگلستان کی [illegible] لارڈوں وغیرہ کی ملکیت ہے اور وہ جگہ بہت کم غریب [illegible] مگر آجتک وہ کسی حصے پر قابض نہیں ہوئے -

۴- میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ [illegible] تخت پر بیٹھیگا تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھوگے اور اسرائیل کے بارہ فرقوں کی عدالت کروگے متی ۱۹ باب ۲۸ آیت - یہ پیشگوئی [illegible] نہیں آئی - کیونکہ مسیح [illegible]

۵- [illegible]

(باقی آیندہ)

مولانا عبدالکریم صاحب کے مواعظ و خطبات

مسلم و مہاجر

ایک خطبہ کا خلاصہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی باتوں کو ترک کردے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک ارشاد پر بہت غور کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس ایک جملہ کے اندر اسلامی مذہب کی کیفیت اور مذاہب باطلہ کا رد موجود ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی مذہب ایسا نہیں جو اپنے نام کے اندر ایسی حقیقت اور صداقت رکھتا ہو یا بالفاظ دیگر یوں کہلو کہ کوئی دوسرا مذہب ایسا نام نہیں رکھتا کہ جسکے سُنتے ہی روح کے اندر ایک ایسی سکینت اور راحت پیدا ہو جائے جو اسلام کا نام سنتے ہی پیدا ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے نام خود انسانوں نے تجویز کیے ہیں اور اسلام اللہ تعالیٰ نے آپ نام رکھا ہے اور یہ الہامی نام ہے۔ کیونکہ یہ انسانی طاقت اور سمجھ سے برتر ہے کہ کوئی ایسا لفظ وضع کرے جو جامع صفات ہو اور ساتھ ہی اسکے افعال بھی ویسے ہوں۔

بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ انسان کے وضع کیے ہوئے عجیب عجیب نام ہوتے ہیں اور جب کام دیکھے جاتے ہیں تو وہ اور ہی کچھ ہوتے ہیں لیکن یہ خدا تعالیٰ کی کمال حکمت اور اسلام کی سچائی کا نشان ہے کہ جیسا اس کا نام ہے ویسے ہی اسکے کام ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ ایک شخص مسلم نہ ہو جس پر مسلم کا اطلاق ہوگا اور جس کا مذہب حقیقۃً اسلام کہا جاوے گا ہو نہیں سکتا کہ اسکے نام اور کام میں اختلاف ہو۔ اسلام کے معنی ہیں حقیقۃً اللہ کے لیے ہی گردن رکھدینا صلح اور آشتی کرنا ہر ایک حال اور عسر میں یسر میں تنگی اور فراخی میں بیماری اور تندرستی میں غرض انسانی زندگی کی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ صلح اختیار کرنا اور ہر حالت میں الحمد للہ کہنا اور ہر عضو سے خواہ ظاہری ہو خواہ باطنی اظہار نفاق نہ کرنا بلکہ فی الحقیقت ہر عضو ہر حرکت و سکون میں سچا مسلم ثابت کرنا۔ جیسا کہ بَلیٰ مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے۔

وجھہ سے مراد وہ ساری طاقتیں ہیں جنپر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے شریعت کا امر جنپر ہوتا ہے۔ ایک وہ طاقتیں ہیں جو انسان کے اختیار میں نہیں ہیں لیکن وہ طاقتیں جنپر شریعت کا اطلاق ہوا ہے ان سب طاقتوں کا نام وجہ ہے پس سچا مسلم اسی وقت ہوتا ہے جب اپنی ساری طاقتوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رکھدیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو فرمانبردار ہو جا حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ میں تو رب العلمین کا فرمانبردار ہو چکا۔ ابراہیمی صفت انسان کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے وہ سچا مسلم ہوتا ہے۔

غرض

اسلام ایک پیارا نام ہے اور اسکے سُننے کی ایک سلیم الفطرت کی روح وجد کرتی ہوئی چلا اٹھتی ہے کہ یہی مذہب مجھکو مطلوب ہے اسی سے میری روحانی تسلی اور اطمینان ہو سکتا ہے۔

مذہب ایک ایسی شے ہے جو اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان ایک سچا اور شدید ربط ہوتا ہے۔ اگر وہ مذہب انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں لے جاتا اور اسکی روح میں صعود لانے اور پیدا نہیں ہوتا تو اس مذہب کو اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں سمجھنا چاہیے اور یہ بات صرف کوشش اور ریاضت ہی سے میسر نہیں آسکتی بلکہ اسکے واسطے ضرور ہے صحبت ثمرات کی ضرورت ہے ان تعلقات قدیمہ کے تحریک کی کیونکہ

ہر گز امید [illegible] یار آید درو
جب تک یہ حقیقت پیدا نہو کچھ نہیں +

اسلام کی حقیقت اس کے پیارے نام کے اندر موجود ہے جو اسکو ڈھونڈتا ہے وہ اسی جگہ پا لیتا ہے۔ لیکن جو صرف پوست پر خوش ہو جاتا ہے وہ مغز کو پا نہیں سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی حقیقت ان دو الفاظ میں بیان کر دی ہے یعنی مسلم وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچے۔

میرے دوستو! یاد رکھو ہجرت کی حقیقت یہ نہیں کہ تم اپنے گھر بار کو چھوڑ کر یہاں آجاؤ یہ ایک نمونہ ہے جس کے اندر یہ تعلیم موجود ہے کہ جیسے ایک محبوب کے لیے تم اپنے وطن اپنے عزیز و اقارب اور دوسرے منافع کو چھوڑ دیتے ہو۔ اسی طرح حقیقی محبوب کو پانے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ ان عارضی خوشیوں اور فانی لذتوں اور خیالی منفعتوں کو جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہوں اسکی ہستی کے پیچھے ایسا لات مار دو۔ جب تک یہ حقیقت تمہارے اندر پیدا نہو سچے مہاجر تم نہیں بن سکتے سچا مہاجر وہی ہے جو منہیات الہیہ سے دور بھاگتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کے پاس آکر رہنے کے واسطے ہجرت کرنا بھی حکم کے نیچے ہی تو ہے صداقت اللہ یاد رکھنی ہے کہ تم ممنوعات شرعیہ سے بچنے کے واسطے قوت حاصل کرو مامور کے پاس آکر گھر بار چھوڑ کر بھی یہ بات پیدا نہو تو اس سے بڑا بدقسمت کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا بدقسمت کوئی نہ ہو۔ آمین

پس مسلم کی حقیقت میں کسیقدر بتا چکا ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلم کے یہ معنے بتائے کہ اسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان بچے رہیں اسکے یہ معنی ہرگز نہیں کہ مسلمان تو بچے رہیں اور غیر مسلم پر زبان اور ہاتھ کو چلاؤ بلکہ اسکے اندر یہ حقیقت مخفی ہے کہ ہاتھ اور زبان پر تم امر الٰہی کی حکومت رکھو تمہاری زبان تمہارے ہاتھ امر الٰہی کے ماتحت چلیں ایسا نہ ہو کہ وہ بے لگام ہو جائیں اور شتر بے مہار کیطرح چلیں۔

جو شخص سچا مسلم ہوگا تو وہ بَلیٰ مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ کے ماتحت ہو کر اپنے ہاتھ اور زبان پر حکومت رکھنے والا ہوگا پھر وہ ایسا فعل اور ایسی بات کیوں کرے گا جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچانے والی ہو + اس لفظ میں اپنوں ہی کے حقوق کی حفاظت نہیں بتائی بلکہ غیروں کی بھی لازمی ٹھہرائی یہی وجہ ہے کہ مہاجر کا لفظ ساتھ رکھا ہے پس سچا مسلم وہی ہوتا ہے جو سچا مہاجر ہو تا کہ اور سچے مسلم کے لیے ضرور ہے کہ وہ ابراہیمی روح اپنے اندر پیدا کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سچے مسلم اور سچے مہاجر پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسکے لیے حقیقت اسلام کا سچا اور کامل نمونہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے جو اپنے اندر ابراہیمی روح رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ابراہیم کے پیارے نام سے پکارا اور وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی کا ارشاد فرمایا ہے۔

پس یہ وقت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور اپنے تمام اعضا اور جوارح کو اللہ تعالیٰ کی حکومت اور امر شریعت کے ماتحت رکھیں۔ ہماری زبانیں بے سرپا نہ چلیں ہمارے ہاتھ کسی کے گزند کا موجب نہ ہوں۔ ہم کوشش کریں کہ ہم میں اسلام کی حقیقت پیدا ہو۔ اور وہ مقام رضا بالقضا کا حاصل ہو جو الحکم [illegible] میں لکھا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ ایسا فضل کرے اور ایسی توفیق دے کہ ہم سچے مسلم ہوں اور سچے مہاجر بنیں۔ آمین

ضروری ضروری ضروری اطلاع

خریداران الحکم ہر قسم کی خط و کتابت میں اپنی چٹ کا نمبر لکھیں ورنہ عدم تعمیل ارشاد سے ناراض نہ ہوں

ایڈیٹر و مینیجر

مختصر نوٹ اور نکات

مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ یہ ایک فقرہ ہے جو انجیل میں پایا جاتا ہے اور ایسا ہی ایک اور مقام سے معلوم ہوتا ہے جو مانگو سو ملے گا۔ یہ دونوں فقرے دعا کی ضرورت کو بتاتے ہیں مگر اپنی جگہ دونوں ہی ناقص ہیں۔ دوسرا فقرہ خصوصیت کے ساتھ کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ انسان جو مانگے وہ دیا جاوے اگر یہ فقرہ صحیح ہے تو کیا کوئی عیسائی بزرگ ہے جو اس معیار پر اپنے ایمان کا ثبوت دے؟

قرآن کریم اور انجیل کی تعلیم کا مقابلہ ہی فضول ہے کہاں آفتاب عالمتاب اور کہاں ذرہ بے مقدار۔ انجیل کو قرآن شریف سے کوئی نسبت نہیں اسکی دعا ہی کے مقابلہ کو دیکھلو۔ اسلام یا قرآن کریم نے دعا کا وہ اعلیٰ طریق بتایا ہے جس سے اغراض نفسانیہ کو درمیان سے اٹھا دیا جاتا ہے اور انجیل آج کی روٹی ہمیں بخش ہی کی دعا سکھاتی ہے۔ بالمقابل اسکے قرآن شریف اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا سکھاتا ہے یعنی ہمکو اس راہ پر قائم رکھ جو نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں۔ صالحوں عاشقان الٰہی کی راہ ہے۔ اب اس دعا کا مقابلہ آج کی روٹی سے کرو اور دیکھو کہ ایک صرف بندۂ شکم نظر آتا ہے دوسرا عاشق وجہ اللہ!!!

انجیلی یسوع کے متعلق انجیل سے پایا جاتا ہے کہ صلیب پر لٹکائے جانے سے پہلے ساری رات دعا کرتا رہا کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے اور صلیب پر بھی پکارا کہ ایلی ایلی لما سبقتانی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا + دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت یہ کہا کہ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ ان دونوں کے آخری کلمات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جسکو ردائے الوہیت پہنائی گئی ہے چند روزہ زندگی سے ایسا پیار کرنے والا ہے کہ ساری رات زندہ رہنے کے واسطے چلاتا رہا نہ صرف خود بلکہ حواریوں کو بھی دعا مانگنے کی تاکید کرتا رہا۔ اور پھر صلیب پر بھی کوئی رضا و تسلیم کا کلمہ منہ سے نہیں نکلا۔ لیکن جس پاک کلمہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہوئے وہ آپ کی اس محبت اور عشق کو ظاہر کرتا ہے جو آپکو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ایک دنیا کا بندہ بنتا ہے اسکے آخری کلمات اسکے ذلت کو ثابت کرتے ہیں دوسرے کے آخری کلمات اسکے علو کو ثابت کرتے ہیں ان کلمات پر غور کرو اور سوچکر بتاؤ کہ

آسمان پر کون گیا ہے؟

وجوہات عذاب الٰہی پر غور کرنیکے لیے ضروری ہے کہ سنت اللہ کو دیکھا جائے کہ وہ اس معاملہ میں کس طرح جاری ہے۔ پس یاد رہے کہ جس قدر لوگوں پر اسی دنیا میں عذاب کے طور پر موت وہلاکت وارد ہوئی ہے وہ محض اس بنا پر کبھی نہیں ہوئی کہ وہ لوگ حیثیت مذہبی کیوجہ سے ناحق پر تھے مثلاً بت پرست یا ستارہ پرست تھے یا کسی اور مخلوق کی پرستش کرتے تھے۔ کیونکہ مذہبی ضلالت کا محاسبہ تو اللہ تعالیٰ نے قیامت پر رکھا ہے اور صرف ناحق پر ہونے یا کافر ہونے کی وجہ سے اس دنیا میں عذاب نہیں آتا۔ اس عذاب کے لیے جہنم اور دار آخرت بنایا گیا ہے۔ بلکہ اس عالم میں عذاب کے آنیکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ تکذیب مرسل اور استہزا اور ایذا میں یہ لوگ حد سے بڑھ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی نظر میں ان کا فسق و فساد و ظلم اور تمرد نہایت کو پہونچ جاتا ہے یہ لوگ اپنے ہاتھ سے اپنی ہلاکت کے سامان بہم پہونچا لیتے ہیں تب غضب الٰہی جوش میں آجاتا ہے اور طرح طرح کے عذابوں سے انکو ہلاک کر دیتا ہے۔ آج جو دنیا پر خوفناک عذاب آرہا ہے اُس کی وجہ بھی یہی ہے کہ دنیا استہزا اور فسق و فساد میں حد سے بڑھ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسکا خوف دلوں سے اُٹھ گیا ہے اسلیے اللہ تعالیٰ اپنے قہری نمونے دکھا رہا ہے اللہ تعالیٰ ہمکو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

پایونیر اور حضرۃ مسیح موعود

نمبر ۶

پایونیر یا اس کے نامہ نگار کا یہ اتہام کہ ایک وقت گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑیگی ایسے ہی بیہودہ ہے کہ ہمارے لیے دلشکن ہونے کے علاوہ ہتک آمیز ہے بلکہ خود گورنمنٹ عالیہ کی بھی توہین کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اپنے ایک قدیمی وفادار فرمان پذیر اور عقیدتمند کیش خاندان کے ساتھ سلوک کرے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ خاندان اپنی خدمات کیوجہ سے اور بھی قابل قدر ہو۔ اگر پھر یہ کیا ایسا کوئی واقعہ ہوا بھی نہ ہو۔ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ پایونیر کے نامہ نگار کو بھی غلط بیانی سے کیا حاصل تھا۔

اس مقام پر جو اس امر کے ظاہر کرنے کی ضرورت پڑی ہے کہ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان عالیشان ایک ایسا خاندان ہے جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کا وفادار دوست رہا ہے چنانچہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں جو خطرناک بے تمیزی اور جہالت کے ایام تھے اور جو قدرتی طور پر رعایائے ہند کی وفاداری اور جاں نثاری کے آزمایش کے ایام تھے حضرت میرزا صاحب کے والد بزرگوار عالی جناب میرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب مرحوم نے پچاس سوار گورنمنٹ کی مدد کیلئے بھیجے اور پھر دوسرے موقعہ پر چودہ سوار بھیجے۔ اب جائے غور ہے کہ جو خاندان باوجودیکہ شاہی خاندان تھا ایسے طوفان بے تمیزی میں گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار دوست ثابت ہوا ہو اور پھر ایسی صورت میں اس خاندان کا اعلیٰ ممبر درویشانہ اور گوشہ گزینی کی زندگی بسر کرتا ہو اس سے کسی ایسی حرکت کا سرزد ہونا جو پولیٹیکل خطرہ کا موجب ہو ناممکن محض ہے اور ایسا خیال کرنا ہی دیوانگی ہے حضرت میرزا صاحب نے جو خدمات گورنمنٹ عالیہ کی کی ہیں انکو ہم اسی آرٹیکل کی ضمن میں بالتفصیل بیان کرینگے کہ کسقدر مصارف اور محنت کے ساتھ آپ نے یہ خدمات اپنے ذمہ لی ہیں۔ اس کے واسطے ہم اس آرٹیکل کا آخری حصہ رکھیں گے جس میں مسیح موعود اور گورنمنٹ انگلشیہ کے عنوان سے تفصیلی بحث کرینگے فی الحال یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پایونیر کے اس آرٹیکل کے دوسرے حصوں پر بھی نظر کر کے اسکو ختم کرلیں۔

غرض پایونیر کا ایسا لکھنا سراسر نادانی اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے صراحت کے ساتھ بعض مواقع پر حضرت مسیح موعود کی اپنی خدمات کا اعتراف کیا ہے منجملہ انکے جب طاعون ابتداءً پنجاب میں پھیلی ہے اور سیگریگیشن کے قواعد کی سختی کے ساتھ مخالفت ہورہی تھی بلکہ جالندھر اور ہوشیارپور کے اضلاع میں خطرناک فساد تک نوبت پہونچ گئی تھی اُس وقت حضرت مسیح موعود نے اپنے ہیڈ کوارٹر قادیان میں اپنے مریدوں اور دوسرے لوگوں کا ایک بہت بڑا جلسہ کیا اور اُنہیں سب لوگوں کو گورنمنٹ کے قواعد کی پابندی کی ہدایتیں کیں اور انکا فرض ظاہر کیا کہ وہ گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور پھر ان ہدایتوں کو قادیان کے جلسہ تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اس جلسہ کی رپورٹ کو چھاپ کر کثرت کے ساتھ تقسیم کیا گیا اور ضلع جالندھر اور ہوشیارپور میں اسکے بعد جب بعض احمدی ڈاکٹر خوش قسمتی سے پلیگ ڈیوٹی پر متعین ہوئے تو اُنکے ذریعہ اور بھی اشاعت ان ہدایتوں کی ہوئی تھی اور چونکہ وہ ایک عظیم الشان مذہبی امام کی طرف سے تھیں مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر اس کا بہت ہی بڑا اثر پڑا۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ نے بھی صاف لفظوں میں مسیح موعود اور آپ کی جماعت کی خدمات کا اعتراف کیا۔ وہ چٹھی ہم اپنے اسی مجوزہ مضمون میں دینگے۔ ایسا ہی ٹرنسوال کی جنگ میں جب ہماری فوج کے نوجوان کام آئے اور بعض مجروح ہوئے تو برٹش رعایا نے اپنے جوش ہمدردی سے مجروحان جنگ کے لیے چندہ کرنا شروع کیا سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اُسوقت بھی قدم پیچھے نہیں رکھا بلکہ اپنی طاقت اور توفیق کے مطابق پانچسو روپیہ کی رقم اس فنڈ میں بھیجی۔ جو نہایت شکر گزاری کے ساتھ قبول کی گئی۔ پھر حضرت اقدس نے مخصوصاً جہاد پر ایک رسالہ لکھکر کثیر التعداد چھاپکر شائع کیا اسپر پشاور ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ اور کمشنر اور کرنل سر فریڈرک کننگم صاحب نے اپنے ایک خط میں ان الفاظ میں ظاہر کی

"جہانتک میں غور کرتا ہوں مجھے اسلام کی تعلیم نہایت ہی منصفانہ اور عالمانہ تشریح معلوم ہوتی ہے اور آپ جیسے عالم اور صاحب اثر آدمی کے لیے قابل تعریف ہے میں یقین کرتا ہوں کہ آپ جیسے مشہور معلم کے منہ سے اپنے مذہب کی بریت میں ان الفاظ کا نکلنا تمام مسلمان اپنے لیے نعمت سمجھیں گے۔ اور اس بات کا ثبوت اسے تصور کریں کہ جو تعلیم جاہل اور شریر لوگ مذہب کی آڑ کے نیچے کر رہے ہیں اسلام ان کی ہرگز تائید نہیں کرتا۔ میں بڑا خوش ہونگا کہ آپ کا رسالہ اور فتویٰ زیادہ تر جہاں تک کثرت سے سرحدی اضلاع میں شائع ہو۔"

یہ رائے اس ذمہ دار آفیسر کی ہے جو سرحدی اضلاع کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ رسالہ کس پایہ کا ہے اور وہ گورنمنٹ کے لیے کسقدر مفید اور بیش بہا ہے۔

ایسا ہی مردم شماری کے کاغذات اور رپورٹوں میں بھی وضاحت کے ساتھ اس امر کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ **احمدی فرقہ** جہاد کی تعلیم کا مخالف ہے اس سے بڑھ کر ہمارے موید امن ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ قطع نظر ان تمام دلائل کے پھر ہم کہتے ہیں کہ تم ہماری تعلیم کو دیکھو اور ہمارے حالات کا معائنہ کرو خود پتہ لگ جاویگا۔

ہاں یہ سچ ہے کہ ہم ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری کو پھیر دینے کی تعلیم دینے والا معلم نہیں رکھتے۔ جس سے سیاسی اور تمدنی حالات میں انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا ہے اور جو ایسی اصول ہیں کہ نئے عہد نامہ کی سنہری جلد کی طرح جو سیاہ اور چمکدار الماریوں میں رکھی ہوئی ہوں خوشنما معلوم ہوتے ہیں یا مشن کمپونڈ کے گرجا میں سنائی دیتے ہیں اور اسکے باہر انپر کوئی عمل نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

پس اگر پادری گریسوولڈ یا ان کے کسی رفیق کو پایونیر میں محض اس بنا پر ہماری مخالفت کا شوق پیدا ہوا ہے تو ہم معذور ہیں۔ لیکن ہم راست بازی اور دیانت داری کی وجہ دیگر ایسے نامہ نگار صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ کم از کم پایونیر جیسے اخبار میں مضمون لکھتے وقت اس امر کی پابندی تو ضروری تھی کہ کوئی امر خلاف واقعہ نہ لکھا جاوے۔

پھر تیسری غلط بیانی پایونیر کے نامہ نگار نے یہ کی ہے کہ بزعم اسکی تحریک پنجاب ہی تک محدود ہے۔ اس سے اگلے ہی فقرہ میں صاحب مضمون نے مردم شماری کی رپورٹ کا حوالہ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے مردم شماری کی رپورٹ بھی پڑھی ہے لیکن تعجب اور پھر تعجب ہے کہ ایک شخص ایک طرف تو اپنی وسعت معلومات کا پتہ دینے کے لیے مردم شماری کی رپورٹ کا حوالہ دیتا ہے اور دوسری طرف ایک ایسی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے جو مردم شماری ہی کی رپورٹ سے صاف طور پر دور ہو جاتی ہے۔

جس شخص نے مردم شماری ہند کی رپورٹوں کو دیکھا ہے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریک محض پنجاب ہی میں ہے۔ چنانچہ مسٹر برن نے جو رپورٹ مردم شماری کی ممالک مغربی و شمالی کے متعلق تیار کی ہے اس میں انہوں نے **فرقہ احمدیہ** کا حال وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اور یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اس میں ۹ سو ۳۸ آدمیوں نے اپنے نام کے ساتھ احمدیہ فرقہ لکھوایا ہے۔ اسی طرح بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ جلد ۹ بمبئی حصہ اول میں صرف علاقہ بمبئی میں احمدی فرقہ کی تعداد ۱۱۰۰ لکھی ہے۔ اب جس شخص نے مردم شماری کی رپورٹ دیکھی ہو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ اسکی تحریک پنجاب تک ہی محدود ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ راقم مضمون نے محض سنی سنائی اور خیالی باتوں کی بنا پر ایک آرٹیکل لکھ مارا ہے اور یہ خیال بھی نہیں کیا کہ اس میں واقعات کے خلاف کن امور میں درج کر رہا ہوں۔ کاش وہ اپنے مضمون کو چھپنے سے پہلے ایک بار واقعات کی بنا پر دیکھ لیتا۔

پس یہ غلط اور محض غلط ہے کہ یہ تحریک پنجاب ہی تک محدود ہے۔ بلکہ سلسلہ احمدیہ کی تحریک پنجاب کے دریاؤں سے نکل کے گنگا اور برہم پتر کی وادیوں اور آسام اور برہما کے جنگلات تک پہونچ چکی ہے۔ اور یا مصر عربی خوست اور شام اور مصر تک پہونچ چکی ہوئی ہے۔ اور چین لندن و شہرت آج کل امریکہ اور آسٹریلیا میں یہ تحریک پھیل رہی ہے وہ غالباً پایونیر کے لائق ایڈیٹر سے مخفی نہ ہوگی

(باقی دیگر نمبر میں)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

جلسۃ الوداع کی تقریب پر دوسرا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اس پاک کتاب کے پہونچانے میں کیا کیا مصائب اور مشکلات برداشت کیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سوانح عمری پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس پاک کلام کو لوگوں تک پہونچا دینے میں اپنی جان تک کی پروا نہیں کی۔ کل زندگی جن مشکلات کا مجموعہ ہے وہ سب کی سب اسی ایک فرض کے ادا کرنے کیوجہ سے آپ کو برداشت کرنی پڑی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب مکہ کے شریروں اور کفار نے آپ کے پیغام کو نہ سنا تو آپ طائف تشریف لے گئے اس خیال سے کہ ان کو سنائیں اور شاید ان میں کوئی رشید اور سعید ایسا ہو جو اس کو سنے اور اس پر عملدرآمد کرنے کو طیار ہو جائے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف پہونچے تو آپ نے وہاں کے عمائد سے فرمایا کہ تم میری ایک بات سنو۔ لیکن ان شریروں نے بجائے سننے کے لوگوں سے آپ کا پیچھا کیا اور نہایت سختی کے ساتھ آپ کو رد کر دیا۔ اینٹیں اور پتھر مارتے جاتے تھے اور آپ آگے آگے دوڑتے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ بارہ کوس تک بھاگے چلے گئے اور پتھروں سے آپ زخمی ہو گئے۔ ان تکالیف اور مصائب کو آپ نے کیوں برداشت کیا؟ آپ خاموش ہو کر اپنی زندگی آرام سے گذار سکتے تھے پھر وہ بات کیا تھی جس نے آپ کو اس امر پر آمادہ کر دیا کہ خواہ مصیبتوں کے کتنے ہی پہاڑ کیوں نہ ٹوٹ پڑیں لیکن امر الٰہی کے پہونچانے میں آپ تساہل نہ فرمائیں۔ قرآن شریف سے ہی اسکا پتہ چلتا ہے آپ کو حکم ہوا تھا **بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ** جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے مخلوق الٰہی کو پہونچا دے۔ اور **فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ** جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اسکو کھول کھول کر سنا دے۔ اس پاک حکم کی تعمیل آپ کا مقصود خاطر تھا۔ اور اس کے لیے آپ ہر ایک آفت اور مصیبت کو بہزار جان برداشت کرنے کو آمادہ تھے پھر قرآن شریف کے تیس سیپارے ہیں اور ان میں ہزاروں ہزار مضامین ہیں جنکو پہونچانا آپکا ہی کام تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تائید شامل حال نہ ہو اور اسکی نصرت ساتھ نہ ہو تو پشت شکن امور پیش آجاتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ **ایک توحید کے امر** کو پیش کرنے میں کس قدر دقتیں مشکلات اور بیہودہ لوگوں کی طرف سے پیش آتی ہیں اور کیا کیا منصوبے اور تجویزیں مخالفوں کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہیں اور وہ شخص جو مسیح موعود کے نام سے آیا ہے اور اس پیغام کو پہونچانا چاہتا ہے وہ بھی بالمقابل انکی تحقیروں اور اذیتوں کی کچھ پروا نہیں کرتا وہ تھکتا اور ماندہ نہیں ہوتا اُس کا قدم آگے ہی آگے پڑتا ہے اور اس مضمون کے پہونچانے میں کوئی سستی نہیں کرتا کوئی ذکر ہو اندر ہو باہر ہو آخر اسکے کلام میں یہ بحث ضرور آجاتی ہے اگر مخالفوں کی کوششیں اور ادھر انکی مساعی جمیلہ اپیر دعائیں کرتا ہے کتابیں لکھتا ہے تقریریں کرتا ہے غرض کیلئے؟ اسی موقعہ کے حقیقی معنے لوگوں کے ذہن نشین ہو جائیں کیوں؟ اس صورت سے خدا تعالیٰ کی زندگی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات اسلام کی زندگی اور قرآن کریم کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خدمت ہے۔

غرض **قرآن شریف** وہ پاک اور مجید کتاب ہے جسکی اشاعت اور تبلیغ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو وہ محنت کرنی پڑی اور آج اس زمانہ کے امام اور خاتم الخلفاء کو وہ تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔

پھر اس سے اصل غرض یہی ہے کہ قرآن شریف کا **حقیقی علم** پیدا ہو اور اس پر عمل کیا جاوے۔

قرآن شریف کے **حقائق** قرآن شریف کی **صداقتیں** اسکی پاک تعلیم اور معرفت کی باتیں کوئی گورکھ دھندا نہیں ہیں جو کسی کو معلوم ہو نہ سکیں نہیں بلکہ ہر شخص اپنے ظرف اپنے فہم و استقلال اور محنت و تسامی کے موافق ان سے فائدہ اُٹھاتا ہے خود اس نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے **وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم اپنی راہیں یقیناً یقیناً کھول دیتے ہیں۔ یہ بالکل سچی بات ہے مولیٰ کریم تو اسوقت ہر نفس کو وہ حقائق اور صداقتیں دکھا دیتا ہے جب وہ خدا تعالیٰ میں ہو کر کسی صداقت کے پانے کیلئے اضطراب ظاہر کرتا اور اسکے لیے سچی تلاش کرتا ہے بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو مجاہدہ تو کرتے ہیں لیکن وہ مجاہدہ خدا میں ہو کر نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی تجویز اور عقل سے کوئی بات تلاش کرتے ہیں اور جب اس میں ناکام رہتے ہیں۔ تو یہ کہہ دیتے ہیں ہمکو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے اور وہ الزام خدا تعالیٰ اور اسکی پاک کتاب پر رکھتے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ قرآن شریف کا علم صرف نحو کی کتابوں کے رٹنے پر موقوف نہیں ہے بدیع و معانی قرآنی علوم و حقائق کے لیے لازمی طور پر پڑھنے ضرور نہیں ہیں۔ یا دوسرے علوم کے بغیر قرآن شریف کا سمجھ میں آنا ناممکن نہیں ہے۔ یہ خیالی باتیں ہیں اسقدر تو میں بیشک مانتا ہوں کہ جسقدر علوم سے انسان واقف ہوگا اور ان علوم میں جو قرآن کریم کے خادم ہیں دسترس رکھتا ہوگا وہ اسکے فہم میں ایک ممد و معاون ہونگے لیکن اسی صورت میں کہ اسکا مجاہدہ صحیح ہوگا۔ مجاہدہ صحیحہ کی تشریح بہت بڑی ہو سکتی ہے مگر مختصر طور پر یاد رکھو کہ **قرآن شریف پڑھو اسلیے کہ اس پر عمل ہو**۔ اسکی صورت یہ ہے اگر تم قرآن شریف کھولو تو اس کا عام ترجمہ پڑھتے جاؤ اور شروع سے آخر تک دیکھتے جاؤ کہ تم کس گروہ میں ہو کیا **مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ** ہو یا مغضوب ہو یا **ضالین** ہو۔ اور کیا بننا چاہیے منعم علیہم بننے کے لیے سعی اور ہمت اپنے اندر پیدا کرو پھر اسکے لیے دعائیں کرو۔ جو طریق اللہ تعالیٰ نے انعام الٰہی کے حصول کے رکھے ہیں انپر چلو اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے چلو۔ اس طریق پر اگر صرف سورہ فاتحہ ہی کو پڑھو تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے نزول کی حقیقت کو تم نے سمجھ لیا۔ پھر قرآن شریف کے مطالب و معانی پر تمہیں اطلاع دینا اور اسکے حقائق و معارف سے بہرہ ور کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ایک صورت ہے مجاہدہ صحیحہ کی۔

پھر میں نے **انسانی فطرت** اللہ کی بناوٹ پر نظر کی ہے میں نے دیکھا ہے کہ انسان کے اندر خوبیاں بھی ہیں اور کمزوریاں بھی ہیں۔ کمزوریاں اسمیں کیوں ہیں؟ اسلیے کہ مغفرت کی شان دکھاوے اور اسکو تکبر سے بچاوے۔ ہر ایک شخص جس قدر اپنی کمزوریوں سے بچیگا اسی قدر سکھ اور راحت اسے ملتا جاوے گا۔

مثلاً ایک شخص عام قوانین صحت کی پابندی کرتا ہے اسلیے اسکے نتیجے میں اسے اتنا سکھ ضرور ملیگا۔ کہ اسکی حالت صحت اچھی ہو۔ اگرچہ ممکن ہے کہ وہ ان اسباب اور ذرائع سے ناواقف ہو کہ کیوں اسکی صحت عمدہ ہے لیکن قانون الٰہی یہی ہے کہ وہ اس سے متمتع ہوگا اور فائدہ اُٹھائے گا۔ لیکن اسکے بالمقابل ایک شخص ہے خواہ وہ کیسا ہی عالم و فاضل ہو لیکن وہ قوانین حفظ صحت کو توڑتا ہے اسکا لازمی نتیجہ ہوگا کہ اسکی حالت صحت بگڑ جاوے۔

اس سے بڑھ کر ایک شخص خیانت، بدنظری، چوری، ڈاکہ، زنا، قتل اور ان بدیوں سے جنکا تعلق عام لوگوں سے ہے اور اسکا اثر دوسری مخلوق پر پڑتا ہے بچتا ہے تو اسکو ایسے امور کے موافق سکھ ملیگا اور اسکا دائرہ راحت وسیع ہو جاوے گا۔ لیکن ایک سستی کرتا ہے اپنے کاروبار میں غفلت کرتے بنی نوع انسان کے حقوق تلف کرتا ہے قتل و غارت چوری خیانت سے کام لیتا ہے اسیقدر اسکے دکھ کا میدان وسیع ہو جاوے گا۔ جو گھر میں حسن معاشرت سے کام لیتا ہے اسکو گھر کا سکھ حاصل ہوگا برخلاف اس کے دکھ ملیگا غرض جس جس پہلو اور جس جس حد تک انسان قوانین فطرتیہ کی پابندی کرتا ہے اسی حد تک وہ سکھ پاتا ہے قرآن شریف انسان کو **قوانین فطرتیہ** پر عامل کرانا چاہتا ہے اور اسی حد کے نیچے اسکو رکھنا چاہتا ہے جو بظاہر تکالیف اور پابندی کا جوا نظر آتا ہے لیکن اسکے ماتحت ہو کر ہی خوشحالی اور **حقیقی آزادی** نظر آتی ہے۔ کوئی اس جوئے کو اپنی گردن پر رکھے اور پھر آزما کر دیکھ لے۔ یہ کہانی بات نہیں ہزاروں ہزار اور لاکھوں لاکھ اسکے نمونے دنیا میں گذر چکے ہیں اور گذرتے رہتے ہیں اور صحابہ بھی ایک **کامل نمونہ** ہیں۔ جبکہ یہ ہے تو خوشی چاہتے ہو اور ضرور چاہتے ہو تو اسکی ایک ہی سبیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی فکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو تو پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا کی باتوں کو معلوم کرو وہ تمہیں قرآن شریف میں ملیں گی قرآن شریف کا فہم چاہتے ہو تو تقوےٰ اختیار کرو صادقوں کی صحبت میں رہو اور پھر مجاہدہ کرو وہ مجاہدہ جو اللہ تعالیٰ میں ہو کر ہو۔

تم جہاں ہو اس اصل کو کبھی مت بھولو کہ ہر روز اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کا اندازہ اور امتحان کرو کہ کسقدر تم سے حقیقی نیکی کے کام ہوئے اور کسقدر بدیاں تم سے سرزد ہوئیں پھر ان بدیوں کے اسباب پر نگاہ کرو اور ان کے ترک کی فکر کرو۔ نیکی کے متعلق بھی ایک عام دھوکا اور نفس کا مغالطہ بعض وقت پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک شخص ایک کام کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ نیکی کا کام ہے لیکن فی الحقیقت وہ کام اسکے لیے موجب عذاب ہو جاتا ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے ماتحت نہیں ہوتا۔ پس یاد رکھو کہ کوئی نیکی کبھی نیکی ہوتی ہی نہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور امر کے ماتحت نہ ہو اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق نہ ہو۔ ان دونوں باتوں کو **اخلاص** اور **صواب** کہتے ہیں اور یہ دونوں جب تک کسی فعل میں موجود نہ ہوں وہ فعل نیکی کا فعل نہیں کہلا سکتا۔ بہت سے لوگ ہیں جو خاص قسم کی نمازیں اور وظیفے پڑھتے ہیں اور ان کے ادا کرنے میں معین اوقات وہ جماعت کی پابندی اور بروقت نماز پڑھنے سے بھی قاصر رہ جاتے ہیں۔ یا **نماز یا ذکر** ایک عمدہ فعل تھا لیکن چونکہ وہ اپنی ذاتی تجویز کے موافق ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ ثابت نہیں تو اسے کوئی نیکی کا فعل نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً چندہ دینا اور زکوٰۃ نکالنا ایک عمدہ اور نیکی کا فعل ہے لیکن ایک اُٹھتا ہے اور وہ پیر کی گیارھویں نکالتا ہے چونکہ اس میں اخلاص اور صواب نہیں اسلیے وہ فعل اسکا نیکی کا فعل نہ ہوگا۔ اسی طرح بہت سی باتیں ہیں اور میں درد دل کے ساتھ کہتا ہوں کہ آجکل مسلمانوں میں ایسی بدعتیں اور خرابیاں بہت سی پیدا ہو گئی ہیں اور قرآن شریف کی شریعت کے مقابل میں ایک نئی شریعت اور نیا دین تجویز کر لیا گیا ہے اور باوجودیکہ ایسی خرابیوں اور غلطیوں میں مبتلا ہیں اور خود نئی شریعت کے مجوز اور عامل ہیں لیکن جو کہتا ہے کہ قرآن شریف پر عمل کرو اور آنحضرت صلے

غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

خوشخبری

رسید مژدہ کہ ایام نوبہار آمد ‏ زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم
تعلقات و لارام خویش بنائیم ‏ ہمائے اوج سعادت شکار خود بکنم

(مسیح موعود)

قادیان مین اللہ تعالےٰ کے اذن اور منشاء کے ماتحت طاعون آئی اور اپنا کام کر کے چلی گئی۔ اس عرصہ مین قادیان مین کل کسقدر زن و مرد اسکی نذر ہوئے اور اسکی نسبت ہندو و مسلمانون مین کسطرح رہی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور و مرسل کے اکرام کیوجہ سے کس حد تک قادیان کو ہلاکت سے بچایا اور سلسلہ پر اپنا فضل کیا اور دار کی حفاظت فرمائی۔ یہ مفصل امور ہم انشاء اللہ ایک مبسوط آرٹیکل مین شایع کرین گے۔ فی الحال اس مختصر تحریر کے ذریعہ بد اندیش مفتریون کے افتراؤن کا ازالہ کرنا مقصود ہے۔

۱۔ حضرت حجۃ اللہ اور خاندان رسالت کا کوئی ممبر اور ایسا ہی بزرگان ملت مین سے کوئی فرد بھی باہر سیدانون مین نہین گیا۔ یہ محض افترا ہی جو بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی نورالدین صاحب باہر نکل گئے ہین۔ [illegible]

۲۔ اخبارات کے بدیر شایع ہونے کیوجہ کا جاننے والے شان کے خویش و اقارب مین سے بعض موتون کا ہونا ہے جو سب کے سب غیر احمدی ہین۔

۳۔ اب بالکل امن ہو اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان ایام مین جو وحی ہوئی ہے وہ الحکم کے صفحہ اول پر درج ہے۔ آج بعد دوپہر آپ کو یہ اور وحی ہوئی جس سے **الدار** کی عظمت و اکرام کا اور بھی پتہ لگتا ہے۔

امن است در مکانِ محبت سرائے ما

اور ایک خواب مین معلوم ہوا کہ طاعون تو گئی مگر بخار رہ گیا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے مرسل کی عظمت کے اظہار کیلئے ہمارے سلسلہ کو مامون و محفوظ رکھا والحمد للہ علی ذالک

خاکسار ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

انوار احمدیہ پریس قادیان

قادیان میں طاعون

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

مندرجہ بالا عنوان پر ۲۲ اپریل ۱۹۰۴ء کے اہلحدیث نے استہزا کے رنگ میں ایک نوٹ لکھا ہے۔ اہلحدیث نے بہت سے دیسی اخبارات کے خلاف اپنے یوم اجلاس سے یہ التزام کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صادق مرسل مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نسبت سخت تلخ دلی اور غیظ سے زہر اگلا کرے اور ایک مہر اشفقہ کیطرح چودھویں صدی کے مجدد خدا تعالیٰ کے مسیح و مہدی کی عزت پر بڑھ بڑھ کر حملہ کرنا اپنا ایک فرض سمجھتا ہے جس کی وجہ بجز اسکے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتی

نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

ہمکو نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ باوجود ادعائے تقویٰ و دیانت ایسی تحریریں شائع کرتے ہوئے ذرا بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور نہ قوم کے سامنے ایسی جرأت اور دلیری کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعود اور طاعون کے متعلق ایک مبسوط آرٹیکل لکھنا چاہتے ہیں اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی تو اس مضمون پر سیر کن بحث کرینگے اور اس جلیل القدر **نشان** کو پیش کرینگے۔ اسوقت ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ کیا کبھی قادیان میں طاعون کے نہ ہونیکے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پیشگوئی یا الہام شائع کیا ہے یا نہیں؟ حضرت حجۃ اللہ کی کوئی بات مخفی راز نہیں ہے بلکہ ایسے تمام الہامات اور پیشگوئیاں قبل از وقت ہم شائع کرتے رہے ہیں۔ اسلیے کسی قدر اختصار کے ساتھ ہم الحکم کے ایک سال کے فائل میں کی جبقدر تلاش دانشمند اور منصف پسند پبلک کے سامنے رکھتے ہیں اور پھر **اہلحدیث** کے ایڈیٹر سے پوچھتے ہیں کہ اگر خدا کے سامنے حاضر ہونے کا کچھ بھی خوف ہے تو بتا یہ کہاں کہا گیا ہے کہ **قادیان میں کبھی طاعون نہیں آئے گا**

دافع البلاء صفحہ ۵ حاشیہ

آوی عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا یہ الہامات کیطرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام **طاعون جارف** ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے جابجا لوگ بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے پس حکم الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ **لولا الاکرام لھلک المقام** یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا اس **الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی** ہیں (۱) ایک یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسری یہ کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں ان کے شہروں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑیگی یہانتک کہ لوگ بیحواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے ہمنے آوی کا لفظ جہانتک وسیع ہے اُس کے مطابق یہ معنے کر دیے ہیں اور ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑیگی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہونگی۔ تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جسکے لیے یہ وعدہ ہوا **فالحمد للہ علیٰ ذالک**۔

الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۸

قرآن شریف کے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون سے کوئی جگہ باقی نہ رہیگی جیسے فرمایا **ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا** الآیۃ اس سے لازم آتا ہے کہ کوئی قریہ طاعون سے باقی نہ رہے اسلیے قادیان کی نسبت یہ فرمایا **انہ اوی القریۃ** یعنی اسکو انتشار اور افراتفری سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ سزا میں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک ہلاک کرنے والی جس کے مقابلہ میں فرمایا **لولا الاکرام لھلک المقام** یعنی یہ مقام ہلاکت سے بچایا جاوے گا دوسری قسم کی سزا بطور تعذیب ہوتی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے قادیان کو ہلاکت سے محفوظ رکھا ہے اور تعذیری سزا ممنوع نہیں بلکہ ضروری ہے۔ یہ حضرت اقدس کے ملفوظات ہیں جو مندرجہ بالا تاریخ کو شائع ہوئے۔ کیا اس سے صاف طور پر نہیں نکلتا کہ قادیان میں طاعون کا آنا ضروری ہے۔ اور اسطرح پر قادیان میں طاعون ہونا پیشگوئی ہے نہ خلاف پیشگوئی۔

پھر الحکم نمبر ۱۸ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۲ پر مندرجہ ذیل ڈائری حضرت اقدس درج ہے۔

۵ مئی ۱۹۰۲ء رات کے تین بجے حضرت اقدس کو الہام ہوا **انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا باستکبار** یعنی میں دار کے اندر رہنے والوں کی حفاظت کروں گا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے تکبر کے ساتھ علو کیا۔

فرمایا علو دو قسم کا ہوتا ہے ایک جائز ہوتا ہے اور دوسرا ناجائز۔ جائز کی مثال وہ علو ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تھا اور ناجائز کی مثال وہ علو ہے جو فرعون میں تھا۔

اور فرمایا کہ صبح کی نماز کے بعد یہ الہام ہوا **انی اری الملئکۃ الشداد** یعنی میں سخت فرشتوں کو دیکھتا ہوں جیسا کہ مثلاً ملک الموت وغیرہ ہیں۔

فرمایا کہ خدا کے غضب شدید سے بغیر تقویٰ و طہارت کے کوئی نہیں بچ سکتا پس سب کو چاہیے کہ تقویٰ و طہارت کو اختیار کریں اور اگر کوئی فاسق اور فاجر دار میں بھی ہو جاوے تو اسکا بچ رہنا یقینی کیونکر ہو سکتا ہے ہاں اس میں پھر بھی ایک قسم کی خصوصیت کی گئی ہے کیونکہ جو لوگ علو اور استکبار نہ کریں انکی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے لیکن **انہ اوی القریۃ** میں یہ امر نہیں وہاں انتشار اور بھل چل شدید سے بچنے کا وعدہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ایسا امر نہیں کرتا جس سے لوگوں کو جسارت پیدا ہو جاوے اور گناہ کیطرف جھکنے لگیں۔ متکبر علو کرنے والوں کے استثناء کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک کافر نے حضرت رسول کریم کے زمانہ میں بیت اللہ کی پناہ لی تھی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسکو اسی جگہ قتل کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا گھر مفسد کو پناہ نہیں دیتا۔

اس گاؤں میں ضرور اس قسم کے سخت دل اور مخالف دین اسلام لوگ موجود ہیں کہ اگر اس سلسلہ کا اکرام نہ ہوتا تو یہ سارا گاؤں ہلاک ہو جاتا۔ اور اب بھی گو یہ ممکن ہے کہ بعض وارداتیں ہوں مگر تاہم اللہ ایک مابہ الامتیاز قائم رکھے گا۔

اس میں بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ اس گاؤں میں واردات ہونگی اور اسکی وجہ بھی بتائی ہے اور پھر ایک امتیاز بھی رکھا ہے۔

اسکے بعد ایک اور عظیم الشان **رؤیا** ہے جو الحکم نمبر ۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۱ پر چھپا ہے اور وہ یہ ہے۔

انی احافظ کل من فی الدار	ایک عرصہ ہوا ہمنے خواب میں

دیکھا تھا کہ گویا میر ناصر نواب صاحب ایک پودا بنا رہے ہیں جو فصیل شہر سے ہمنے اسکو دیکھا تو خوف آیا کیونکہ وہ قد آدم بنا ہوا تھی بھی خوف یہ ہوا کہ اسپر آدمی چڑھ سکتا ہے مگر جب دوسری طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیان کی طرف بہت اونچی کی گئی ہے اسلیے یہ دیوار دوسری طرف سے بہت اونچی ہے اور یہ دیوار گویا ریختہ کی بنی ہوئی ہے فرش کی زمین بھی پختہ کی گئی ہے اور بغور سے جو دیکھا تو وہ دیوار ہمارے گھروں کے اردگرد ہے اور ارادہ ہے کہ قادیان کے گرد بھی بنائی جاوے شاید اللہ تعالیٰ رحم کرکے ان بلاؤں میں تخفیف کر دے۔ قادیان میں آج دو تین موتیں ہوگئیں۔ فرمایا نہ محرقہ سے بھی موتیں ہو جایا کرتی ہیں طاعون کے تو حملے ہی الگ ہیں کوئی جنازہ اُٹھانیوالا بھی نہیں ملتا بعض وقت ایک گھر میں جب ہوتی ہے تو پھر سارے گھر کا صفایا ہو جاتا ہے اور جانوروں تک کو بھی ہو جاتی ہے انسان کے ایمان کے پرکھے جانے کا اب اچھا موقعہ ہے طاعون تو اب مان نہ مان میں تیرا مہمان ہو کر آئی ہے اگر طاعون نہ ہوتی تو شاید سچے مسلمان کا پتہ نہ ملتا۔

اس رؤیا سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے گھر کے گرد ایک دیوار بنائی گئی ہے اور یہ امر الٰہی بنائی گئی ہے جہاں دیوار ہے اس حصہ کا محفوظ رہنا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقینی ہے + دوسرے حصہ میں خوف ضروری ہے جو طاعون کے پھوٹ پڑنے کی دلیل ہے۔ اس صریح کشف کو جھٹلانا آیات اللہ کی تکذیب نہیں تو کیا ہے۔

پھر الحکم نمبر ۳۹ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۱۰ پر حضور کی ڈائری میں یہ الفاظ درج ہیں جو ایک منا ترس کے لیے قابل غور ہیں

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء

الہام (صبح کی سیر)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باہر تشریف لا کر میدان میں کھڑے ہوتے ہی فرمایا کہ پہر بھر رات باقی رہی ہوگی کہ یہ الہام ہوا **انی احافظ کل من فی الدار۔ ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا عندی معالجات**

ہمنے اس الہام کو معمول کے موافق کتاب میں لکھ لیا اور پھر گھر میں (مراد حضرت ام المومنین علیہا السلام۔ ایڈیٹر) دریافت کیا کہ آج تم نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے ابھی ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک صندوق جو میرا بیٹا آیا ہے جسکو شیخ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور وہ دوائیوں کا صندوق ہے حکیم فضل الدین کی بیوی اور سہروردی اپس کھڑی ہیں جب اُسکو کھولا گیا تو وہ بالب دوائیوں کا بھرا ہوا تھا ڈبیاں ہیں شیشیاں ہیں خرض پورے طور پر بھرا ہوا ہے گھاس پھوس کی جگہ بھی دوائیاں ہیں۔

...نے اس لحاظ سے کہ ان کے ایمان میں اور بھی [ترقی ہو] کہا کہ مجھے آج یہ الہام ہوا ہے اور وہ لکھا ہوا الہام انکو دکھا دیا۔ [اس] کی قدرت ہے کہ کیسا عجیب توارد ہے [کہ ا]دھر الہام میں رحمۃ منّا ہے اُدھر رؤیا میں دکھایا گیا ہے کہ رحمۃ اللہ نے بھیجا ہے اور پھر حکیم فضل الدین کی بیوی مریم کا [اس] ہوتا چراغ کا لانا یہ سب بشارتیں ہیں۔

[ولنج]عل آیۃ للناس سے مراد یہ ہے [کہ] یہ وعدہ حفاظت جو ہے اس خط کو [لوگ]وں کے لیے ایک نشان ٹھیراؤں گا۔

[اس] سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب [کسی] خاص طور پر کچھ کرنا چاہتا ہے جیسے بنگالہ تا میں ہوا تھا۔ اس وقت [...] قوم تمسک کے ساتھ ٹیکا کرا رہی ہے ہم اس نشان کے ساتھ ناز کرتے ہیں + [یہ] سلسلہ خدا تعالیٰ نے در اصل ۲۵ برس کو [...]ی کیا ہوا ہے اس الہام کے ساتھ ایک [او]ر الہام بھی تھا مگر وہ بہت لمبا تھا [یاد] نہیں رہا اسکا خلاصہ اور مغز یاد رہا ہے [کہ ا]یمان کے ساتھ نجات ہے

پھر اسی نمبر کے صفحہ ۰ پر انی احافظ [کل من فی الدار] باصدقہ درج ہے۔ پھر اسی نمبر کے صفحہ ۱۱ [پر] درج ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون [آ]پ کا الہام درج ہے جس سے صاف معلوم [ہو]تا ہے کہ منافقین اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے بھی بعض تباہ ہونگے۔

اس کے بعد الحکم نمبر ۴۴ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ اول پر درج ہے۔

[ف]رمایا ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدہ کے موافق اور پھر یہ بھی تھا الا الذین امنوا وعملوا الصالحات۔

یہاں یہ الہام حضرت اقدس نے صاف طور پر طاعون کے متعلق ہی بتایا ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ قادیان میں طاعون ضروری تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی جماعت مومنین کے متعلق ایک امتیاز بھی رکھا ہے

پھر اسی نمبر کے صفحہ ۲ پر انہ اوی القریۃ کے متعلق یہ درج ہے۔ یہ الہام ہو چکا ہے انہ اوی القریۃ اگر منتشر کرنے کا قانون منسوخ نہ ہوتا تو معترض کو الہام میں دخل سمجھا جا سکتا تھا مگر اب (جبکہ سب جگہ قانون منسوخ ہو گیا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے جیسا کہ دوسرے الہام لولا الاکرام لھلک المقام سے پایا جاتا ہے یہیں ایک شوکت بھی ہے اور چشم نمائی بھی جیسے ایک مجرم کو جج تین سال کی سزا دے اور ساتھ ہی یہ کہہ دے کہ اصل چودہ سال کی سزا کے لائق تھا مگر عدالت رحم کرکے تین سال ہی کی سزا دیتی ہے اسی طرح یہ الہام ظاہر کرتا ہے کہ دراصل یہ جگہ بھی ایسی ہی تھی کہ ہلاک کی جاتی مگر خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کا اکرام ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسکو اکرام کی وجہ سے اسکو ہلاکت سے بچالیا اور اسطرح یہ نشان ٹھیرا۔

اس میں بھی بڑی صفائی کے ساتھ قادیان میں طاعون کا آنا بتایا گیا ہے۔

پھر نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۲ پر یہ الہام درج ہے۔

پرانا الہام

آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام۔

پھر نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۵ پر انہ اوی القریۃ کے متعلق حضرت حجۃ اللہ کا ارشاد مفصل بایں الفاظ درج ہے

فرمایا آجکل قادیان میں بعض اموات ہو رہی ہیں میں انکو دیکھکر انہ اوی القریۃ کے متعلق غور کرتا رہا۔ مجھے معلوم ہوا کہ جہاں جہاں قرآن میں اوی کا لفظ آیا ہے اس سے پہلے کوئی نہ کوئی مصیبت اور تکلیف کا وقوع ہوا ہے جس کے بعد اوی آیا ہے جیسے مسیح کے لیے آیا فاوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین انکو بھی صلیب کے مشکلات اور تکالیف پیش تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یتیمی کی تکالیف سے بچانے کے لیے اوی کا لفظ استعمال فرمایا گیا اصحاب کہف پر بھی جب مصائب پڑے تو انکو بھی اوینے کہکر بچایا ہے غرض قرآن شریف میں خوب غور کرکے دیکھلو کہ اوی کا لفظ وہیں آتا ہے جہاں پہلے کچھ خوف ہو اس الہام انہ اوی القریۃ سے بھی یہی پایا جاتا ہے کہ پہلے کچھ خوفناک صورتیں پیش آئیں چنانچہ وہ خواب جو بیان کیا گیا تھا کہ ہمارے گھر کے گرد اگرد دیوار کھینچی اور ابھی سارے گاؤں کے گرد نہیں کھینچی اس سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے ابھی اوی کا وقت نہیں آیا پہلے بعض خوفناک صورتیں ہونی چاہییں

یہ بہت ہی تھوڑے اقتباس ہیں جو ہم نے صرف ۱۹۰۲ء کے بعض نمبروں سے دیے ہیں اگر ہم ۱۹۰۲ء کے کل فائل میں سے اقتباس درج کرتے تو بلاخوف لومۃ لائم کہتے ہیں کہ ہمارا اخبار اسکے لیے مکتفی نہ ہوتا

اب سلیم الفطرت غور کریں اور خدا ترس دل لیکر جواب دیں کہ قادیان میں طاعون کا آنا حضرت حجۃ اللہ کی پیشگوئی کی عظمت کو ثابت کرتا ہے یا کم کرتا ہے۔ سردست ہم ان اقتباسات پر کفایت کرتے ہیں لیکن عنقریب ہمارا ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق کے شامل حال ہونے پر ایک آرٹیکل لکھیں گے جس میں حضرت اقدس کے وہ جملہ الہامات و رؤیا اور کشوف درج کرینگے جو طاعون کے متعلق وقتاً فوقتاً الحکم میں یا اشتہاروں یا کتابوں میں شائع ہوئے ہیں اگر ہمیں کافی مصالحہ ملگیا تو ان الہامات کے ساتھ ساتھ ہم مخالفوں کے ریمارک بھی جو انہوں نے اُس وقت کیے دینے کی کوشش کرینگے اور ہم خدا ترس طبیعتوں کو اس جلیل القدر نشان کی طرف توجہ دلائیں گے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ بالآخر قادیان کے اس نامہ نگار کو خطاب کرتے ہیں جسنے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے وعید کی ذرا بھی پروا نہ کرکے ابھی ان چند سطروں میں بھی جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں کیا۔ اہلحدیث کے ایڈیٹر کو خود آکر دیکھ لینا چاہیے تھا کہ قادیان میں مرزا صاحب کے کسقدر مرید موجود ہیں اور وہ کہاں ہیں؟ اگرچہ ہم سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسکی حمد کرتے ہیں لیکن اہلحدیث کے ایڈیٹر پر سخت افسوس ہے کہ اگر حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی کو لحاظ سے ہم قادیان کے باہر بھی ڈیرے لگا دیتے تو اسمیں شرعی اصولوں کی پابندی تھی نہ کہ مخالفت۔ پھر اسپر ہنسی اڑانا ٹھٹھا اور تمسخر کرنا اور وہ بھی غیر واقعی امر پر کسقدر تقوے شعاری کا کام ہے۔

افسوس یہ قوم ناحق شناس ایسا طوفان بلا میں بھی ہنسی سے باز نہیں آتی حالانکہ یہ رونے کا مقام ہے نہ ہنسنے کا۔ تضرع کا وقت ہے نہ تمسخر کا۔ کاش یہ لوگ اب بھی سوچیں کہ

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

اے خدائے قدیر وحکیم تو اس امت کی آنکھیں کھول دے کہ وہ تیرے مامور ومرسل کی شناخت کریں اور اس طوفان عظیم سے نجات پائیں۔ آمین۔

چہار درِ قادیاں بینی

لاہوری شتاب کار [illegible] اشاعت میں ایک نیا سیاح مندرجہ بالا عنوان سے ایک نوٹ شائع کرتا ہے جس میں سعدی علیہ الرحمۃ کے اس مصرعہ کی تصدیق کی گئی ہے کہ

جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ

یہ نیا سیاح جسکو غالباً ہم نے شناخت کر لیا ہے کہ [illegible] کپڑوں والا ہندوستانی [illegible] شکل میں [illegible] رہنے والا تھا جسکو دارالامان میں چند گھنٹے رہنے کا موقع ملا ہے اسکی دور بین نگاہ (شاید عینک کی وجہ سے یا مزار پرستی کے باعث سے) ان چند گھنٹوں میں یہی نہیں کہ قادیان کی سرزمین میں پھیل گئی بلکہ کل پنجاب کے طاعون زدہ علاقہ کی رپورٹ افسوس ہے پڑھ لی اسی لیے یہ جواب دہی کہ خواہ جھوٹ ہی ہو (کیونکہ یہی جھوٹ تو اسکی سیاحت کی سند ہے بقول سعدی لکھ مارا کہ "دارالامان قادیان آجکل تمام پنجاب میں اول نمبر طاعون میں مبتلا ہے" اور پیسہ اخبار کے لائق ایڈیٹر نے باوجودیکہ برسوں سے [illegible] وہ معداد کا کالم [illegible] رکھا ہے اس بے بنیاد گپ پر یقین کر لیا کیونکہ ابھی کوئی تردید نہیں کی اگر قادیان باایں موت [illegible] سے دارالامان نہیں رہ سکتا تو دہلوی مزار و قبر پرست بتائے کہ اسکے ایمان میں مکہ معظمہ ہزارہا ہزار موتوں کے ہو جانے سے بھی دارالامان نہیں ہوگا۔ اے شتاب کار نادان مردہ پرستی کو چھوڑ اور زندوں کی محفل میں آ

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

دیکھ تیری نادانی کی زد کہاں پڑتی ہے تو خدا کے گھر اور اسکے فرستادہ کے تخت گاہ کی جگہ پر اعتراض کرتا ہے اور جہالت اور شوخی سے باز نہیں آتا اور [illegible] عمارت کو ترک نہیں کرتا مگر تو یاد رکھ کہ جو اعتراض تو یہاں کرتا ہے وہی اعتراض مکہ معظمہ پر معاذ اللہ آتا ہے جو محض غلط اور بے بنیاد ہے مکہ معظمہ جیسے ہزاروں ہزار موتوں کے ہوتے ہوئے بھی ابھی دارالامان ہے قادیان چند وارداتوں کے ہونے سے بھی دارالامان ہے۔ اور قبل از وقت رائے زنی نری حماقت ہے سچ ہے کہ مردوں کے [illegible] بھی دل کو دماغ کو مردہ کر دیتے ہیں۔

منتظر رہو اور دیکھو کہ طاعون کا آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ الحکم کا ماٹو ہر حال میں صبح ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہار در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

پیشگوئی کے متعلق کسی قدر ہم نے دوسری جگہ لکھا ہے مفصل اسپر ہمارا آرٹیکل انشاء اللہ نکلیگا

ہم اور ہمارے ناظرین

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں قادیان میں طاعون کے تعلق ہمنے ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا اسکے بعد کارخانہ الحکم کے چھاپنے والے شاف کو بعض آدمیوں کے عزیز و رشتہ دار فوت ہو جانے کیوجہ سے کارخانہ بالکل بند کرنا پڑا جسکی وجہ سے الحکم کی یہ اشاعت نہ صرف دیر بعد ہوتی ہے بلکہ ۱۰ صفحوں کے بجائے ۱۲ صفحوں پر بھی مشکل سے ہو سکی ہے۔ یہاں کے دوسرے پریسوں اور اسکے شاف کا بھی یہی حال ہے۔ قادیان چونکہ گاؤں ہے شہر نہیں اسلئے یہاں موجودہ اور مقررہ کاپی والوں کے سوا بالعوض عملہ ہم پہنچانا بالکل ناممکن ہے ایسی حالت میں امید ہے ناظرین الحکم ہمیں معذور سمجھیں گے اب طاعون کا زور بہت کم ہو گیا ہے امید ہے چند روز میں اگر خدا تعالے کو منظور ہوا سب کارکن اپنے اپنے کام پر آجاویں گے

ہمنے اپنی مشکلات سے ایک دفعہ طبع آزمائی کی تھی اور اپنے اور بڑی مشیر دل کے مشورہ کا کسی قدر خاکہ کھینچا تھا۔ افسوس ہے کہ باوجودیکہ ہمنے ان اور بڑی مشیر دل کی رائے سے بچنا چاہا تھا اور اخبار کی ترتیب اور اسکے ظاہری امور کے متعلق اپنی رائے کو مقدم سمجھا تھا۔ لیکن آخر جب بہت سے احباب کے اشارے پیچھے آکر ہمنے اخبار کی تقطیع بدلدی ابھی اس تقطیع پر ایک ہی نمبر نکلا تھا کہ جناب مبارکبادی کے خطوط آنے لگے وہاں سیالکوٹ کی جماعت کیطرف سے محضر نامہ آیا۔ اخبار کی حالت کو گرا دیا گیا ہے۔ اور بعض دوسرے احباب نے شور مچایا یہ کیا کیا۔ ہماری اسوقت کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں نہیں۔ تقطیع کا بدلنا یا قائم رکھنا دونوں میں فیصلہ کرنا آسان امر نہ تھا۔

ہمارے ناظرین کی یہ بڑی کمزوری ہے کہ جب ایک امر بطریق مشورہ پیش کیا جاتا ہے تو اسپر خاموش رہتے ہیں لیکن جب اسپر عمل درآمد کرنے لگتے ہیں تو شور اٹھتا ہے۔ تبدیلی تقطیع کے متعلق عرصہ سے ہم لوٹ پوٹ رہے تھے کسی نے چوں نہیں کی جونہی پہلا نمبر شائع ہوا شور مخالفت بلند ہوا۔ آخر تنگ آکر فیصلہ کیا کہ اخبار اسی پہلی تقطیع پر ہی شائع ہو۔ دوسرے نمبر چونکہ کلمات طیبات کتابی سائز پر چھپ چکے تھے وہ بدستور سابق رہے۔ آیندہ ہم سال کے اختتام سے پہلے کوئی مشورہ اسکے متعلق نہیں دینگے۔

مولوی حکیم نور محمد صاحب
مالک شفاخانہ نور کہنہ مول ضلع لاہور
نے تریاق طاعون .... کی

تین شیشیاں اور گنگ سیاب اس امر کی خوشی کے اظہار میں بھیجے ہیں کہ الحکم کی تقطیع موزون ہو گئی ہے۔ اسلئے اسکے شکریہ میں پانچ روپیہ کی ادویہ انھوں نے بھیجی ہیں کہ بیچکر قیمت اشاعت الحکم میں صرف ہو ہمنے ان کا فروخت کرنا تو نامناسب سمجھا البتہ طاعونی مریضوں پر تجربہ کرنے کے واسطے انکو تقسیم کر دیا گیا ہے۔ گنگ سیاب ہاضم بتیر اور مصفّی خون ہے اسکو ہمنے خود رکھا ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بعد تجربہ ہم ان کے متعلق پھر اپنے ناظرین کو اطلاع دینگے ہاں اسقدر ابھی کہے دیتے ہیں کہ مولوی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک قابل قدر مخلص احمدی گوہر درخشاں ہیں۔ اور احمدیت کیوجہ سے ہمیں امید ہے کہ وہ اپنی ادویات کی تعریف میں مبالغہ نہیں کرتے ہونگے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر ان تریاق طاعون کی شیشیوں کا استعمال انشاء اللہ نافع ہوگا۔

نور افشاں

مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء کا نامہ نگار تائب نامی جواب دے۔

تم اپنے مضمون میں لکھتے ہو کہ "خاکسار بھی مرزا صاحب کے خیالات کی اصلاح کی غرض سے چند شعر رقم کرتا ہے لیکن پہلے ان دو شعروں کو ملاحظہ فرمائیے جو کسی شاعر نے پیسہ اخبار میں لکھے تھے۔"

بہت اچھا ہم تمھاری اصلاح اور پیسہ اخبار کا حوالہ سن لیتے ہیں لیکن شرط انصاف یہ ہے کہ تم بھی ہماری سنو۔ ہمارا حوالہ کوئی ایسا ویسا نہیں بلکہ خاص تمھارے خدا کے آباؤ اجداد کے اپنے الفاظ ہیں اور وہ بلحاظ مرتبہ پیسہ اخبار سے کہیں بڑھ کر ہیں تمھیں معلوم ہوگا کہ انھوں نے کیسی عمدہ عمدہ غزلیں قصیدے تیدک مخمس مستزاد تمھارے پیارے ملعون بیٹے کرینوائے خدا کی ولادت کی تعریف میں کہی ہیں۔ ناراض نہ ہونا۔ اگر پیسہ اخبار کے دو شعر ہمارے لیے باعث الزام ٹھہر سکتے ہیں تو کیا تمھارے خدا کے رشتہ داروں کی پاک باتیں تمھارے لیے قابل ادب نہیں ہیں یہ آخر خدا کے بہن بھائی تھے۔ عیسائیوں پر ان کے بہت حقوق ہیں اور بزرگوں کی ملامت محض خیر خواہی ہوتی ہے دیکھو مسٹر تائب حب یسوع مرحوم (خدا انکے گناہ معاف

کرے اور انکے ابراہام کی گود میں جگہ دے) اس جہان میں تھا تو وہ بھی ان قابل تعظیم فقیہوں فریسیوں کی مار پیٹ سہا کرتا تھا وہ پیسہ اخبار کیطرح دو شعر پیش نہیں کرتے تھے بلکہ انھوں نے بیچارے مقتول خدا جنا کی نازافشانی میں دیوانوں کے دیوان لکھ ڈالے۔ تم مطالعہ کرکے دیکھو کہ کیسی عمدہ شستہ زبان ہے اور یورپ کے گورے چہرہ والوں نے ترجمہ میں اور بھی کمال کیا ہے تا تمھارے جیسے نا عاقبت اندیش اپنے عیوب کو نظر انداز کرنے والے اس سے محروم نہ رہ جائیں۔

باقی رہے حضرت مرزا صاحب کے خیالات کی اصلاح سو تمہیں اسکی فکر کیوں ہو گیا تم اپنے بیٹے کی اصلاح کرو کہیں چاہے بسنت کا وقت ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔

اور جب کبھی فرصت ہوا کرے گھر کی اصلاح کیا کرو۔ دیکھو یہ بیچ دہریہ ہو گیا اسکا غذاب تمھارے خدا پر ہے اور یاد رکھو جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمھارے لیے ناپا جائے گا۔ خاکسار عبدالحق بی۔ اے احمدی از تہبال

فیروز پور شہر میں آریہ سماج کے برخلاف لیکچروں کا سلسلہ

جناب ایڈیٹر صاحب ناظرین وعلیکم گرٹ۔

پچھلے ہفتہ شہر فیروز پور میں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ تھا کہ جسمیں ان لوگوں نے اپنے پروگرام میں دو لیکچر دیو سماج کے مخالف رکھے ہوئے تھے دیو سماج کے لوگوں نے اس موقع پر آریہ سماج کی حقیقت کو پبلک کے سامنے ظاہر کرنا ضروری سمجھا اور ان لوگوں نے لگا تار سلسلہ وار چھ پبلک لیکچر آریہ سماج کے متعلق مرقومہ ذیل مضامین پر دیئے۔

---

(۱) آریہ سماجیوں کا ویدک ایشور۔
(۲) پنڈت دیانند کے ویدک علوم و فنون کی حقیقت۔
(۳) پنڈت دیانند کی کتابوں میں جہاد۔ گاؤ کشی طلاق زناکاری وغیرہ مہا پاپوں کی تعلیم
۴۔ آریہ سماج کا بانی اور لالہ مرلیدھر کی جھوٹ بیانی
۵۔ لالہ دولت کا داس ایم اے کی گمراہی اور آریہ سماجیوں میں پنڈت دیانند کی بھگتی دور پوجا۔
۶۔ آریہ سماج کے اچھے اور برے نتیجے اور دیو سماج کی خصوصیت

یہ چھیوں لیکچر بہت زوردار مدلل تھے ان لیکچروں کو سیکڑوں لوگ بہت ہی انٹرسٹ کے ساتھ سنتے رہے اور ان دنوں سارے فیروز پور شہر میں عجب سنسنی پھیلا رہا۔ دیو سماج کے لیکچرار اپنے کل بیانات کو پنڈت دیانند کی کتب رگوید بھاشیہ وید بھاشیہ بھومکا۔ ستیارتھ پرکاش آریہ ... ہی نیز اور آریوں کے اخبارات وغیرہ کی تحریروں سے ظاہر کرتے رہے اور پنڈت دیانند نے ویدوں کے معنے الٹ پلٹ کر جیسے پرانے خیالات کو ان میں بھر دیا ہے اس کی حقیقت ظاہر کرتے رہے۔ سناتن دھرمی اور سکھ صاحبان ان لیکچروں کو بہت خوشی اور دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے اور آریہ سماج کی جن کتابوں اور اخباروں کے حوالے دیو سماج کے لیکچرار اپنے لیکچروں میں دیتے تھے انہیں بھی نوٹ کرتے رہے۔ بعض اشخاص نے دیو سماجی لیکچراروں سے یہ درخواست کی کہ وہ ان کل لیکچروں کو پبلک کے فائدہ کے لئے چھاپ دیں۔

آریہ صاحبان بھی اپنے دلوں کو پتھر بنا کر ان لیکچروں کو سنتے رہے لیکن ان میں سے بار بار چیلنج کیے جاتے پر بھی کسی لیکچر کا آریہ سماجیوں نے جواب نہیں دیا۔ باوجود اسکے کہ آریہ سماج کے اتسو کے موقع پر ان کے بیان کے موافق ان کے بڑے بڑے لیکچرار تشریف لائے ہوئے تھے پہلے دن لیکچر کو سنکر آریہ سماج کے ایک نخواہ دار پنڈت نے اسکا کچھ جواب دینا چاہا تھا لیکن آئیں بائیں شائیں کر کے رہ گیا تھا جس کی حقیقت بھی دیو سماج کے لیکچرار نے پہلے دن کے لیکچر کے شروع میں ظاہر کر دی تھی باقی پانچوں لیکچر آریہ صاحبان بالکل پی گئے اور سچ ہیچ ان کا جواب بھی وہ کیا دے سکتے تھے کیونکہ جو کچھ دیو سماجیوں نے بیان کیا تھا وہ سب انھیں کے کتب اور اخبارات کے حوالوں کی بنا پر تھا۔ دیو سماج کے برخلاف آریہ سماجیوں نے جو کچھ بیان کیا اس کی حقیقت دیو سماج کے لیکچراروں نے لیکچر نمبر چار و پانچ میں اچھی طرح کھولدی تھی۔ دیو سماج کے لوگ جب تک آریہ سماجیوں کی کارروائیوں کا نوٹس نہیں لیتے تب تک وہ چپ چاپ اپنا کام کیے جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ انکی قلعی کھولنے کے لیے تیار ہوتے ہیں تو خوب ہی آریہ سماجیوں کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں۔

(راقم حاضرین میں سے ایک)

رسالہ سراج الحق

وفات مسیح ابن مریم میں نئی طرز کا رسالہ قابل دید قیمت ار خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرنے پر مل سکتا ہے۔

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

نصیحت بعد البیعت

۔ مارچ ۱۹۰۵ء کی ایک تقریر کا کسی قدر حصہ نمبر " میں شائع ہو چکا ہے اسکا تتمہ آج کی اشاعت میں دیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو ہی رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے بہت سے آدمی اپنے آپکو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے اسلیے تکبر کی ہر ایک قسم سے بچنا چاہیے۔ بعض وقت تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے دولتمند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ ایک عورت سیدانی تھی اُسے پیاس لگی وہ دوسرے کے گھر میں جا کر کہنے لگی کہ امتی! تو پانی پلا مگر پیالہ کو دھو لینا کیونکہ تم امتی ہو اور میں سیدانی آل رسول ہوں۔ بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے ایک شخص غلط بولتا ہے تو جھٹ اُسکا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اسکو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا غرضکہ تکبر کی

قسمیں بکثرت ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکی سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہونچانے سے روک دیتی ہیں ان سب سے بچنا چاہیے۔ مگر ان سے بچنا ایک موت کو چاہتا ہے جبتک انسان اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا تعالیٰ کی برکت اُس پر نازل نہیں ہو سکتی اور نہ خدا تعالیٰ اُسکا متکفل ہو سکتا ہے۔

اور اگر انسان پورے طور کی صفائی نہیں کرتا اور کامل تبدیلی نہیں کرتا تو اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ اس دیوار میں سوئی کی نوک برابر شگاف کر دیں خواہ ایسے سوراخ دس ہزار بھی کیوں نہ ہوں لیکن ان سوراخوں کے ذریعہ سے وہ روشنی اندر نہیں آجائے گی جو کل مکان کو خوب روشن اور منور کرے۔ لیکن جب ایک اچھا روشندان اس میں کھولا جاوے تو اُس سے کافی روشنی اندر آئیگی۔ اور سارے مکان کو منور کر دیگی اسی طرح جبتک تم سچے دل سے مسلمان ہو کر پوری تبدیلی نہیں کرتے اور دل کا دروازہ اللہ تعالیٰ کی طرف کامل طور پر نہیں کھولوگے اُس وقت تک خدا تعالیٰ کا وہ نور جو اندر داخل ہو کر ایک سکینت اور اطمینان بخشتا ہے اور جو بدیوں اور برائیوں کا امتیاز عطا کرتا ہے نازل نہیں ہوگا اور سچے مسلمان بننے کا موقع نہیں ملتا ہے اور جبتک سچا مسلمان نہیں ہوتا اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں سے جو سچے مومنوں اور متقیوں سے اُس نے کیے ہیں کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اور چونکہ ان وعدوں سے اُسے حصہ نہیں ملتا اور وہ خود محروم رہتا ہے اسلیے شکایت کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یہ کیا وجہ ہے ہم دعا کرتے ہیں میری دعا تو قبول نہیں ہوتی لیکن وہ کمبخت نہیں سوچتا کہ میں سچا مسلمان تو ہوا ہی نہیں پھر ان وعدوں کا ایفا کسطرح چاہتا ہوں۔ اسکی مثال اُس بیمار کی سی ہے جس نے ابھی پوری صحت تو حاصل نہیں کی اور نہ تندرستوں کیطرح اسکے قویٰ میں طاقت آئی ہے گردہ کا

ملک ... رواجید چھپکر شائع ہو چکا ہے قیمت ۸ دفتر الحکم سے طلب کرو۔

کہ مجھے متعدد ستون کی طرح بھوک نہیں لگتی اور میں چل پھر نہیں
سکتا تو اسکو یہی کہا جائے گا کہ زندگی ہوا تندرست نہیں
ہوا۔ جبتک متعدد رست نہ ہو متعدد ستون کے لوازمات
مجھکو کیونکر حاصل ہو جاویں۔ پس جیسے جبتک کہ ایک
شخص سچا مسلمان نہ بن جاوے اسے اللہ تعالیٰ کی کوئی
شکایت نہیں کرنی چاہیئے لیکن میں یقیناً جانتا ہوں کہ
جب ایک شخص سچا مسلمان بنجاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ
پر پورا ایمان لاتا ہے اور اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ کے اوامر
و نواہی کے ماتحت کر لیتا ہے وہ یقیناً یقیناً ان وعدوں
کو پورا پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص اور مومن بندوں
سے کیے ہیں۔ وہ اپنی جان پر ان وعدوں کو پورا ہوتا
ہوا پاتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ سچا مسلمان بننا ہی تو مشکل
ہے سچا مسلمان بننا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے سے
نکلنا ایک ہی بات ہے۔ جبتک یہ نفس اونٹ کیطرح موٹا
ہے یہ اسمیں سے نکل نہیں سکتا۔ لیکن جب دعا اور تضرع
کے ساتھ نفس کو مار لیتا ہے اور وہ جسم جو عارضی طور پر
اسپر چڑھا ہوا ہوتا ہے دور ہو جاتا ہے تو یہ لطیف
ہو کر اسمیں سے نکل جاتا ہے اسکے لیے ضرورت ہے دعا کی
پس ہر وقت دعا کرنا ہے کیونکہ دعا تو ایک ایسی چیز ہے
جو ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے دعا کے ساتھ مشکل سے
مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے لوگ جو دعا کی قدر و
قیمت معلوم نہیں وہ بہت جلد ملول ہو جاتے ہیں اور
ہمت ہار کر چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ دعا ایک استقلال
اور مداومت کو چاہتی ہے جب انسان پوری ہمت سے
لگا رہتا ہے تو پھر ایک بدخلقی کیا ہزاروں بدخلقیوں کو
اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اور اُسے کامل مومن بنا دیتا ہے
لیکن اسکے واسطے اخلاص اور مجاہدہ شرط ہے جو دعا ہی
سے پیدا ہوتا ہے۔

یاد رکھو

نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی
نہیں ہوتا جبتک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا
نہ کرے۔ اُسوقت تک یہ بیعت بیعت نہیں نری رسم ہے
اس لیے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشاء کو پورا کرنیکی
کوشش کرو یعنی **تقویٰ** اختیار کرو۔ قرآن شریف کو
خوب غور سے پڑھو اور اسپر تدبر کرو اور پھر عمل کرو۔
کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرے اقوال اور باتوں
سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل
کرنیکے واسطے ضروری ہے کہ اُسکے احکام کی پیروی کیجاوے
اور اسکی نواہی سے بچتے رہو۔ اور یہ ایک ایسی صاف
بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے
خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے
سچے مسلمان اور جھوٹے مسلمان میں یہی فرق ہوتا ہے
کہ جھوٹا مسلمان باتیں بناتا ہے کرتا کچھ نہیں اور اسکے
مقابلہ میں حقیقی مسلمان عمل کرکے دکھاتا ہے باتیں نہیں
بناتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے
لیے عبادت کر رہا ہے اور میرے لیے میری مخلوق پر شفقت
کرتا ہے تو اُسوقت اپنے فرشتے اُسپر نازل کرتا ہے اور
سچے اور جھوٹے مسلمان میں جیسا کہ اسکا وعدہ ہے
فرقان رکھدیتا ہے۔

گناہ کسطرح دور ہو

اصل غرض انسان کی پیدائش کی
یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت
کرے اور اُن باتوں سے جو
گناہ کہلاتے ہیں بچتا رہے اسلیے یہ ضروری ہے کہ گناہوں
اور بدیوں سے بچے لیکن ان کے دور کرنے کا کیا طریق ہے
یاد رکھو کہ ہر گناہ اور بدی نری اپنی کوشش سے دور نہیں
ہو سکتے جبتک اللہ تعالیٰ کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو
پس ہمیشہ دو چیزوں کی ضرورت ہے کہ گناہوں کے ترک کرنیکو
اپنی وسعت تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے اور اسقدر
دعا کرے جو دعا کا حق ہے۔ تدبیر کے لیے چاہیے
کہ گناہوں کو ایک ایک کرکے فلاں فلاں بات گناہ کی ہے

اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ رات دن ان بدیوں کو دور
کرنے کی فکر میں لگے رہو۔ اور ان اسباب پر غور کرو جو ان
بدیوں کا باعث ہوتے ہیں اگر ان بدیوں کا موجب بد
صحبت ہے تو اس صحبت کو چھوڑ دو۔ اور اگر خلق بد
اس کا باعث ہے تو اس خلق کو چھوڑ دو۔ ہر ایک چیز کا کوئی
نہ کوئی سبب ہوتا ہے اور اسے چھوڑ نہیں سکتا جبتک کہ
اس سبب کو نہ چھوڑ دے۔ ہاں یہ بھی حق ہے کہ بعض وقت
انسان ان اسباب اور وجوہ کو چھوڑنا چاہتا ہے لیکن وہ
عاجز ہو جاتا ہے اور اسے چھوڑنا چاہتا ہے لیکن اسکے
چھوڑنے میں قادر نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں دعا
سے کام لینا چاہیے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے تاوہ
اسے اس گناہ کی زندگی سے رہائی دے۔ یاد رکھو گناہ
کی زندگی سے **موت** اچھی ہے کیونکہ گناہ کی زندگی بھی تو
زندگی ہے اگر اسپر موت وارد نہ ہو تو یہ سلسلہ لمبا ہو جاتا
ہے لیکن جب موت آجاتی ہے تو کم از کم گناہ کا سلسلہ
لمبا تو نہیں ہوتا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان خودکشی
کر لیوے بلکہ انسان کو چاہیے کہ اس زندگی کو اسقدر قبیح
خیال کر کے اس سے نکلنے کے لیے کوشش کرے اور دعا کو
کام لے

کیونکہ جب وہ حق تدبیر ادا کرتا ہے اور پھر بھی دعاؤں سے
کام لیتا ہے تو آخر اللہ تعالیٰ اسکو نجات دیدیتا ہے اور
وہ گناہ کی زندگی سے نکل آتا ہے۔ کیونکہ دعا بھی کوئی
معمولی چیز نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک **موت** ہی ہے
جب اس موت کو انسان قبول کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو
مجرمانہ زندگی سے جو موت کا موجب ہی بچا لیتا ہے
اور اسکو ایک پاک زندگی عطا کرتا ہے۔

دعا کیا ہے اور کسطرح کرنی چاہیے

بہت سے لوگ دعا کو ایک
معمولی چیز سمجھتے ہیں سو یاد
رکھنا چاہیے کہ دعا یہی
نہیں کہ معمولی طور پر نماز پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گئے اور
جو کچھ آیا منہ میں کہہ دیا۔ اس دعا سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا
کیونکہ یہ دعا نری ایک منتر کی طرح ہوتی ہے نہ اسمیں دل
شریک ہوتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں
پر کوئی ایمان ہوتا ہے۔ یاد رکھو **دعا ایک موت ہے**
اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بیقراری ہوتی ہے اسیطرح پر
دعا کے لیے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے
اس لیے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گداز جب تک
نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہیے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر
نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور
اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے
کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے اسوقت دعا
قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اول اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان
اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے ساری
دعاؤں کا اصل اور جزو یہی ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول
ہو جاوے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں
سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے
تو پھر دوسری دعائیں جو اسکی حاجات ضروریہ کے متعلق
ہوتی ہیں وہ انکو مانگنی بھی نہیں پڑتی ہیں وہ خود بخود
قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بڑی مشقت اور محنت طلب یہی
دعا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر
میں **متقی** اور **راستباز** ٹھہرایا جاوے۔ یعنی اول وہ
جو حجاب انسان کے دل پر ہوتے ہیں ان کا دور ہونا ضروری
ہے جب وہ دور ہو گئے تو دوسرے حجابوں کے دور کرنے کے
واسطے اسقدر محنت اور مشقت کرنی نہیں پڑیگی۔ کیونکہ
خدا تعالیٰ کا فضل اسکے شامل حال ہو کر ہزاروں خرابیاں
خود بخود دور ہونے لگتی ہیں اور جب اندر پاکیزگی اور طہارت
پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو جاتا ہے
تو پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اسکا متکفل اور متولی ہوتا ہے
اور اس سے پہلے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کو

مانگے اللہ تعالیٰ خود اسکو پورا کر دیتا ہے۔ یہ ایک باریک سر ہے جو اُسوقت کھلتا ہے جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے اس سے پہلے اسکی سمجھ میں آنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ لیکن یہ ایک عظیم الشان مجاہدہ کا کام ہے کیونکہ دعا بھی ایک مجاہدہ کو چاہتی ہے جو شخص دعا سے لاپروائی کرتا ہے اور اُس سے دور رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسکی پروا نہیں کرتا اور اس سے دور ہو جاتا ہے۔ جلدی اور شتابکاری یہاں کام نہیں دیتی خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جو چاہے عطا کرے اور جب چاہے عنایت فرمائے۔ سائل کا کام نہیں ہے کہ وہ فی الفور عطا نہ کیے جانے پر شکایت کرے اور بدظنی کرے بلکہ استقلال اور صبر سے مانگتا چلا جاوے دنیا میں بھی دیکھو کہ جو فقیر اڑ کر مانگتے ہیں اور خواہ انکو کتنی ہی جھڑکیاں دو اور جتنا چاہو جھڑکو مگر وہ مانگتے چلے جاتے ہیں اور اپنے مقام سے نہیں ہٹتے یہانتک کہ کچھ نہ کچھ لے ہی مرتے ہیں اور بخیل سے بخیل آدمی بھی انکو کچھ نہ کچھ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسیطرح پر انسان جب اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے اور بار بار مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو کریم رحیم ہے وہ کیوں نہ دے؟ دیتا ہے اور ضرور دیتا ہے مگر مانگنے والا بھی ہو۔ انسان اپنی شتابکاری اور جلدبازی کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے ورنہ خدا کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے **اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ** پس تم اُس سے مانگو اور پھر مانگو اور پھر مانگو جو مانگتے ہیں انکو دیا جاتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ **دعا** ہو۔ نری بک بک نہ ہو اور زبان کی لاف زنی اور چرب زبانی ہی نہ ہو۔ ایسے لوگ جنہوں نے **دعا** کیلیے استقامت اور استقلال سے کام نہیں لیا اور **آداب دعا** کو ملحوظ نہیں رکھا جب انکو کچھ ہاتھ نہ آیا تو آخر وہ دعا اور اسکے اثر سے منکر ہو گئے اور پھر رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ سے بھی منکر ہو بیٹھے کہ اگر خدا ہوتا تو ہماری دعا کو کیوں نہ سنتا۔ ان احمقوں کو اتنا معلوم نہیں کہ **خدا تو ہے** مگر تمہاری دعائیں بھی دعائیں ہوتیں۔ پنجابی زبان میں ایک ضرب المثل جو دعا کے مضمون کو خوب ادا کرتی ہے اور وہ یہ ہے

جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

یعنی جو مانگتا ہے اُسکو ضرور ہے کہ ایک موت اپنے اوپر وارد کرے اور مانگنے کا حق اُسیکا ہے جو اول موت کو حاصل کرے۔ حقیقت میں اسی موت کے نیچے دعا کی **حقیقت** ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ دعا کے اندر قبولیت کا اثر اُسوقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجہ کے اضطرار تک پہنچ جاتی ہے جب انتہائی درجہ اضطرار کا پیدا ہو جاتا ہے اُسوقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسکی قبولیت کے آثار اور سامان بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہلے سامان آسمان پر کیے جاتے ہیں اسکے بعد وہ زمین پر اثر دکھاتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں بلکہ ایک عظیم الشان حقیقت ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ

جسکو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اُسے چاہیے کہ دعا کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ نشینوں کیطرح جنکو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور کسی نوع کی بھلائی کے لیے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لیے بطور باپوں کے بنجائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لیے عاشق زار کیطرح فدا ہونیکو طیار ہوں اور تمام تر کوشش

ابات کے لیے گریہ کر کے اُن کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرم خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو انکی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور اُن کی آلودگی کے ازالہ کے لیے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لیے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کے لیے وہ روح قدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور اس روح خبیث کی تکفیر سے انکی نجات چاہوں کہ جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے سو میں بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا بلکہ ان کی زندگی کے لیے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور اُن کے لیے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح اُنکے تمام وجود میں دوڑ جاوے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن کے لیے کہ جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے۔

ایسا ہی ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے سو یہ گروہ اُس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انھیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انھیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور انکی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا وہ جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا وہ خود اسکی آبپاشی کرے گا اور اُسکو نشوونما دے گا یہاں تک کہ انکی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دیگا اور ہمیشہ قیامت تک اُن میں سے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جنکو قبولیت اور نصرت دیجائے گی اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے فالحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً اسلمنا لہ ھو مولٰنا فی الدنیا والآخرۃ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

بقیہ حاشیہ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ یہ وہ شرائط ہیں کہ جو بیعت کرنے والوں کے لیے ضروری ہیں۔ منہ